



حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی

مرکزی جمعیت
الحق حد
پاکستان
کارتھال

لاہور
الحق حد
کاڈائی

جلد: 48 | ۱۶ تا ۱۷ جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ | 10 تا 16 مارچ 2017ء | شمارہ: 10

رگد الفساد

آپریشن کلر خضر ہشت گردوں تک محدود رہنا چاہیے

امیر محمد پرویز سینیئر ساجد میر حفظہ اللہ

اسلامی مدارس

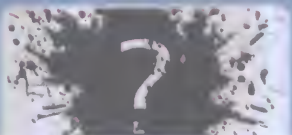
دینی اقدار
کے محافظ
اسلام کے قلعے!

سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ

ایک باہمت نابینا مجاہد صحابی جلیل!



حیاتِ مسیح علیہ السلام قرآن و حدیث کی روشنی میں!



”رقیۃ النملۃ“ کیا ہے.....؟!

stress

پریشانی کے اسباب!

قرآن مجید
میں
مذہبی
پابندی

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد

حقوق اللہ اور حقوق العباد

ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ (النساء)

”اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور احسان والا رویہ رکھو اور رشتہ، یتیموں، مسکینوں، قرابت دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں کے ساتھ اور یتیموں کے ساتھ اور یتیموں کے ساتھ اور مسافر سے اور جن کے تم باک ہو ان سب سے بھی حسن سلوک سے پیش آؤ (یا رکھو کہ) اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شنی خوروں کو پسند نہیں فرماتے۔“

اللہ کی بندگی اور اطاعت دین کی اساس جبکہ شرک گمراہی کی بنیاد اور اساس ہے۔ آیت مذکورہ میں بھی اسی گناہ سے دور رہنے اور صرف اللہ کی بندگی اور اطاعت میں رہنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو انسان کے خالق ہیں اور دنیا کی بیش بہا نعمتوں میں اس کی پرورش کرنے والے اور اس کے رزق کا اہتمام کرنے والے بھی ہیں۔ اس کا مطالبہ یہ ہے کہ انسان اسی کی بندگی اور اطاعت کرے اور اسے کے سامنے سجدہ ریز ہو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے کیونکہ مکمل مطلق اسی کی ذات کو حاصل ہے وہی آسمان و زمین کے تمام معاملات و مکمل حکمت و تدبیر کے ساتھ چلا رہا ہے۔ اسی لیے تمام معاملات میں اسی کی رضا مطلوب ہونی چاہیے جاہ شہت کے حصول یا لوگوں کا مدح اور تعریف کے لیے کسی عمل کی بجا آوری بھی شرک ہی کے زمرہ میں آتی ہے۔

نبی کریم ﷺ سے عرب کے ایک نیک اور شیخ عبد اللہ بن جدعان کے متعلق پوچھا گیا کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ فرمایا: ”اس نے کبھی بھی اپنے پروردگار سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب نہ کی تھی۔“ اس جرم کی سنگین کا اندازہ درج ذیل آیت مبارکہ سے کیجیے:

﴿وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِن أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (الزمر)

”یقیناً تمہاری طرف بھی اور تم سے پہلے کے تمام نبیوں کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر آپ نے بھی شرک کا ارتکاب کیا تو آپ کا عمل بھی ضائع ہو جائے گا۔“

اپنی عبادت کو اللہ کے لیے خاص کرنے اور شرک سے دور رہنے کے حکم کے بعد آیت مذکورہ میں ”حقوق العباد“ کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ اللہ کی عبادت کے حکم کے ساتھ حقوق العباد کا آنا اس بات کی دلیل ہے کہ حقوق العباد میں کوتاہی بھی ایک سنگین جرم ہے۔ حقوق العباد میں سب سے پہلے والدین کے حقوق کا تذکرہ ہے۔ ان کے ساتھ نیکی اور احسان کا حکم دیا گیا ہے اور والدین کے ساتھ نیکی کا مطلب ان کے نان و نفقہ کا اہتمام، ان کی خدمت، ان کے حقوق کی بجا آوری، الطافت اور نرمی سے پیش آنا، ان کا ادب و احترام بجالانا اور بڑھاپے میں ان کا سہارا بننا اور ان کے اس دنیا سے رخصت ہوجانے کے بعد والدین کے دوستوں سے میل جول اور ان سے احسان کا معاملہ کرنا یہ تمام چیزیں والدین کے ساتھ حسن سلوک کے زمرہ میں آتی ہیں۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبد الرحمن دہیانی

احکام الہی

إِعْن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمْرِي رَبِّي بِتَسْعٍ: خَشْيَةِ اللَّهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِي الْعَصَبِ وَالرَّضَى وَالْقَصْدِ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى وَأَنْ أَصْلَ مَنْ قَطَعَنِي وَأَعْطِي مَنْ حَرَمَنِي وَأَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَنِي وَأَنْ يَكُونَ صَنْتِي فِكْرًا وَنُظْمِي ذِكْرًا وَنَظْرِي عِبْرَةً وَأَمْرٌ بِالْعَرْفِ - وَقِيلَ - بِالْمَعْرُوفِ." [رواه رزين]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”مجھے میرے رب نے نو (۹) کاموں کا حکم دیا ہے: پوشیدہ اور ظاہر ہر صورت میں اللہ کا خوف، ناراضگی اور رضا مندی ہر صورت میں انصاف کروں اور غربت و دہشتندی کی صورت میں میانہ روی اختیار کروں اور یہ کہ جو مجھ سے تعلق توڑتا ہے میں اس سے تعلق قائم کروں اور جس نے مجھے محروم کیا میں اسے دوں اور جس نے مجھ پر ظلم کیا میں اس سے درگزر کروں اور یہ کہ میری خاموشی سوچ پر مبنی ہو اور میرا بولنا ذکر ہو اور میرا دیکھنا عبرت کا سبب ہو اور میں نیکی کا حکم دوں اور کہا گیا بھلائی کا حکم دوں۔“

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے ایسے کام کرنے کا حکم فرمایا ہے جن پر عمل کرنے سے معاشرے میں امن و سکون پیدا ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کو تعلیم دے رہے ہیں کہ تم بھی میری پیروی کرتے ہوئے ان کاموں کو کر کے کامیابی حاصل کر سکتے ہو۔ ① پہلا کام اللہ کا خوف ہے جو انسان پوشیدہ اور ظاہر ہر صورت میں اللہ کا خوف اپنے دل میں رکھے وہ کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا۔ ہر وقت بھلائی کے کاموں کو تلاش کرے گا۔ ② دوسرا کام ہر صورت میں انصاف کی بات کرنا ہے۔ کبھی کسی کے ساتھ ناراضگی ہے یا دوستی یہ بات انصاف کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے۔ ③ تیسرا کام میانہ روی ہے ہر معاملے میں اعتدال کی راہ اختیار کی جائے غربت ہو یا دولت کی فراوانی انسان اپنے آپ کو اعتدال کی راہ پر قائم رکھے تو وہ بہت سی پریشانیوں سے بچ جاتا ہے۔ ④ چوتھا کام تعلقات کو قائم رکھنا ہے ہر انسان ہی سوچے کہ جو مجھ سے تعلق توڑے گا میں اس سے جوڑنے کی کوشش کروں گا تو حالات خراب نہیں ہوتے۔ ⑤ پانچواں کام یہ ہے کہ ضرورت مند کی ضرورت پوری کی جائے خصوصاً اس حاجت مند کو دینا جس نے دوسروں کو محروم کیا اور اپنا ہاتھ روک رکھا۔ اگر اسے ضرورت پیش آجائے تو میں اسے محروم نہ کروں۔ ⑥ چھٹا کام یہ ہے کہ جس نے مجھ پر ظلم کیا میں اسے معاف کر دوں اس کے ظلم کا بدلہ ظلم کے ساتھ نہ دوں۔ ⑦ ساتواں کام یہ ہے کہ جب میں خاموش بیٹھوں تو بیکار سوچ کے بجائے اللہ کی کائنات میں غور و فکر کروں تاکہ اللہ پر میرا ایمان اور مضبوط ہو جائے اور جب میں گفتگو کروں تو وہ اللہ کا ذکر ہو۔ ⑧ آٹھواں کام یہ ہے کہ اس میں اللہ کی بنائی ہوئی چیز کو کبھی دیکھوں اس سے عبرت و نصیحت حاصل کروں۔ ⑨ نواں کام یہ ہے کہ میں ہمیشہ نیکی اور بھلائی کا حکم دوں۔

ہر مسلمان کو ان زریں اصولوں کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

پٹرولیم کی قیمتوں میں پھر اضافہ

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ وطن عزیز اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت اور عظیم عطیہ ہے جو بیش بہا قربانیوں کی بدولت لا الہ الا اللہ کے نام پر اسلام کی سر بلندی اور اس کے نفاذ کے لیے معرض وجود میں آیا تھا۔ افسوس کی بات ہے کہ ہم نے پاکستان کے بنیادی مقاصد کو پس پشت ڈال دیا اور بہت سے سائنحات سے دو چار ہوئے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ پاکستان اپنے محل وقوع کے اعتبار سے بڑی اہمیت کا حامل ملک ہے۔ دریاؤں کی یہ سرزمین، سرسبز پہاڑوں، خوبصورت وادیوں، کھنے جنگلات، قیمتی معدنیات، قدرتی وسائل سے مالا مال اور پہلی اسلامی ایٹمی قوت ہے۔ حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے عوام بہت سے مسائل سے دو چار ہیں۔ پانی کی قلت نے بہت سی مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ بھارت ہمارے دریاؤں پر ناجائز ڈیم بنا کر ہمارے ملک کو صحرا میں تبدیل کر دینا چاہتا ہے۔ پھر لوڈ شیڈنگ سے بہت سے کارخانے بند ہو گئے ہیں۔ مزدور بیکار اور کئی لوگ خودکشی پر مجبور ہوئے ہیں۔ مہنگائی نے عوام کو بے حد پریشان کر دیا ہے۔ اس پر مستزاد دہشت گردی، چوری، ڈکیتی، اغوا، رشوت اور کرپشن نے عوام کا جینا دو بھر کر دیا ہے۔

باخبر لوگ جانتے ہیں کہ ایک وقت تھا جب سالانہ بجٹ کے موقع پر پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی بیشی ہوا کرتی تھی۔ بعد ازاں ایک عرصہ تک ایک ماہ بعد قیمتوں کا تعین ہونے لگا۔ پھر پندرہ روز بعد قیمتوں میں رد و بدل ہونے لگایں کہیں کہ اضافہ ہونے لگا۔ ستم کی بات ہے کہ ماہ فروری میں تین بار اضافہ ہوا ہے۔ آج ۲۸ فروری مہینہ کے اختتام پر خبر آئی ہے کہ پٹرولیم مصنوعات میں اضافہ ہو رہا ہے، اضافہ یکم مارچ سے لاگو ہو گیا ہے۔ جب کہ عالمی سطح پر قیمتوں میں کوئی اضافہ نہیں ہوا، ہماری حکومت پٹرولیم مصنوعات کے ناروا نرخوں میں اضافہ سے بہت زیادہ نفع حاصل کر کے لوگوں کو زیر بار کر رہی ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ پٹرولیم کی مصنوعات کی قیمتوں میں جب بھی اضافہ ہوتا ہے تو پھر مہنگائی کا ایک طوفان آجاتا ہے۔ اشیائے صرف گراں ہو جاتی ہیں۔ ذرائع نقل و حمل کے کرائے بڑھ جاتے ہیں۔ پٹرولیم کی مصنوعات دراصل بیرونی حثیت رکھتی ہیں۔ ان کی قیمتوں میں اضافہ کے ساتھ دوسری اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ایک لازمی امر ہے۔

اب ملک میں انتخابی مہم شروع ہو چکی ہے اور اگلا سال عام انتخابات کا ہے۔ حکمرانوں کو عوام کی عدالت میں جانا ہوگا۔ وزیر اعظم کا ہاتھ عوام کی نبض پر ہونا چاہیے۔ لوڈ شیڈنگ کے خاتمہ کے لیے اپنی کارکردگی کو صرف وقت پاس کرنے کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے۔ گندم کی کٹائی کا موسم آ رہا ہے۔ حکومت پھر گندم کی قیمت میں اضافہ کر دے گی۔ پہلے ہی بندہ مزدور کے اوقات بہت تلخ ہیں۔ موجودہ تنخواہ میں ایک اوسط درجے کے کنبے کو جسم و جان کا تعلق باقی رکھنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ حکمرانوں اور اشرافیہ کے وسائل لامحدود ہیں۔ ان کے لیے خوشحالی کے دروازے کھلے ہیں۔ حقیقی بات یہ ہے کہ اسلام ایسے نظام کا قطعاً قائل نہیں جو غریب کے منہ سے نوالہ چھین لے اور بڑے لوگوں کو ہر قسم کی اسکات مہیا کرے۔ لیکن ستم کی بات ہے کہ ہماری معاشی پالیسیاں اور منصوبہ بندی سے غریب غریب تر اور امیر امیر تر ہو رہا ہے۔ آخر میں ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ آئے روز پٹرولیم کی قیمتوں میں اضافہ کی پالیسی ترک کرنا ہوگی۔ سی این جی کے کارپردازوں کو کھلی چھٹی دے دی ہے انہوں نے چودہ روپے فی لیٹر اضافہ کر دیا ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں۔ حالات کی بہتری کیلئے حکمرانوں کو خالصانہ طور پر کوششیں بروئے کار لانی چاہیے بصورت دیگر حالات انار کی طرف بڑھیں گے۔ اللہ محفوظ رکھے۔

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

☆ جناب پروفیسر فاضل عبدالغفور راشدی

مجلس

☆ جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

ادارت

اس شمارہ میں

- 1 درس قرآن وحدیث
- 2 ادارہ
- 4 احکام و مسائل
- 6 قوانین الہی کی حقیقت (خطہ حرم)
- 10 سیدنا عبداللہ بن ام کثوم
- 13 حیات کج..... قرآن وحدیث کی روشنی میں
- 16 دینی مدارس..... اور اصلاح معاشرہ
- 18 بیت المقدس میں پانچ دن
- 20 دہشت گردی..... اسباب غم کرنا ہوں گے
- 21 بعد مانیا..... اور شرعی وعید
- 22 منزل کی تمنا ہے ذکر حمد مسلسل.....
- 23 یاد رفتگان..... شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل علی
- 25 امیر محترم کا امن فارمولا
- 26 اخبار الجماعہ

ادارہ سے جملہ ذرا تجارت پر دیا گیا ہے۔
اور قریب زرینہ کے نام پر ہے۔

پتہ: ہفت روزہ "انشاد" پک: انشاد

(العرفی پک) 106 راقی روڈ لاہور 54000

فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525

E-mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

سالانہ ذریعہ تعاون سنبھلنے کے لیے

میزان پک: راقی روڈ لاہور 0211 0100270239

بدل اشتراک

- | | |
|-----------------|-------------|
| سالانہ | 600/- روپے |
| شہانہ | 350/- روپے |
| بذریعہ پنی | 650/- روپے |
| بیرونی ممالک سے | 6000/- روپے |
| نی پیرچہ | 20/- روپے |

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت انشاد پاکستان کے لئے "اسپر پرنٹ ان" شاہ خالد ناؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھوڑا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

رد الفساد آپریشن کا رخ صرف دہشت گردوں تک ہی محدود رہنا چاہیے۔ پروفیسر ساجد میر

وفاق المدارس سمیت تمام تنظیمات رد الفساد آپریشن میں فوج سمیت تمام اداروں سے تعاون کے لیے تیار ہیں۔ جمعہ کے اجتماع سے خطاب

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ رد الفساد آپریشن کا رخ صرف دہشت گردوں تک ہی محدود رہنا چاہیے۔ آپریشن کے دوران بلاوجہ دینی مدارس کو نشانہ بنانے سے اجتناب کیا جائے۔ وفاق المدارس سمیت ہماری تمام تنظیمات آپریشن رد الفساد میں فوج سمیت تمام اداروں سے تعاون کے لیے تیار ہیں۔ جامعہ ابراہیمیہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انکا کہنا تھا کہ دینی مدارس میں دہشت گردی کی ہرگز تعلیم نہیں دی جاتی، جو لوگ دینی مدارس کو اس آڑ میں لپیٹنے کی باتیں کر رہے ہیں وہ اسلام اور پاکستان کے خیر خواہ نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر نیشنل ایکشن پلان کا زور اور رخ دینی مدارس اور علماء کی بجائے دہشت گردوں اور دہشت گردانہ کارروائیاں کرنے والوں کی طرف رہتا تو آج اس قدر کشیدگی نہ ہوتی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ انٹیلی جنس اداروں کی کارکردگی بہتر بنائی جائے اور باقاعدہ مانیٹرنگ کی جائے۔ یہ وقت دہشت گردی کے واقعات پر مایوسی پھیلانے والے اداروں کی ناکامی کا رونا رونے کا نہیں بلکہ قوم میں حوصلہ پیدا کرنے کا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میڈیا اور سیاستدانوں کو چاہیے کہ وہ مثبت انداز میں حکومت اور اداروں کو دہشت گردی روکنے کے لیے توجہ دلائیں۔ دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ایک متفقہ قومی بیانیہ تشکیل دینے کی ضرورت ہے۔ جس میں شرعی، اخلاقی، قانونی اور سماجی حوالوں سے دہشت گردی اور معصوم لوگوں کی جانوں سے کھیلنے کو اسلامی تعلیمات اور قومی مفادات کے منافی قرار دیا جائے۔ اس کی موثر تشہیر کی جائے اور منبر و محراب سے بھی اس پر آواز بلند کی جائے۔

کمزور قانونی گرفت کی وجہ سے دہشت گرد طاقت پکڑ رہے ہیں، عدلیہ مصلحتوں کا شکار ہے: امیر محترم

ہم مخصوص مدت کے لیے فوجی عدالتوں کے قیام کی حمایت کرتے ہیں، دہشت گردی کی تعریف میں کسی مسلک اور مذہب کو بریکٹ کرنا نامناسب ہے۔

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ کمزور قانونی گرفت کی وجہ سے دہشت گرد طاقت پکڑ رہے ہیں اور عدلیہ مصلحتوں کا شکار ہے، اس لیے ہم مخصوص مدت کے لیے فوجی عدالتوں کے قیام کی حمایت کرتے ہیں۔ دہشت گردی کی تعریف میں کسی مسلک اور مذہب کو بریکٹ کرنا نامناسب ہے۔ ہمیں ہر قسم کی دہشت گردی کی مذمت کرنی چاہیے، وہ مذہبی ہو یا سیاسی، لسانی ہو یا علاقائی اس کی تعریف کا دائرہ لا محدود رکھا جانا چاہیے۔ کراچی میں پارٹی کے ضلعی عہدیداروں کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ دہشت گردی سے متعلق فیصلوں میں عدلیہ مصلحتوں کا شکار نظر آتی ہے۔ بعض مخصوص کیسوں کی سماعت سے اکثر جج اس لیے معذرت کر لیتے ہیں کہ کٹہرے میں کھڑے ملزم یا مجرم انہیں انکی ذات اور خاندان کے حوالے سے سنگین نتائج کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ گواہوں کی عدم موجودگی بھی فیصلوں میں تاخیر کا سبب بنتی ہے اور بسا اوقات ناکافی ثبوت ہونے پر ایسے عناصر عدالتوں سے ”باعزت بری“ ہو جاتے ہیں اور واپس آکر معاشرے میں وہی فساد برپا کر دیتے ہیں جو انکی گرفتاری کی وجہ بنا ہوتا ہے۔ کمزور قانونی گرفت کے باعث یہ عناصر اتنی طاقت پکڑ چکے ہیں کہ عدالتیں ان کے سامنے ریت کا گھر بندہ ثابت ہوتی ہیں۔ گواہوں کے تحفظ کا مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے اکثر گواہ اپنی جان و عزت کے تحفظ کی خاطر ایسے بکھیڑوں سے بچتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دہشت گردوں، شہر پسندوں کی تعداد اور ہمت و جرأت میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ پروفیسر ساجد میر کا کہنا تھا کہ اگرچہ یہ عدلیہ کے سسٹم کی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے، جمہوری معاشروں میں ایسا نہیں ہونا چاہیے مگر ہم ناگزیر حالات سے گزر رہے ہیں۔ ہم اس وقت حالت جنگ میں ہیں۔ اس لیے ایک مخصوص مدت کے لیے فوجی عدالتوں کے قیام میں کوئی حرج نہیں۔ ملکی سلامتی اور امن و امان کے قیام کے لیے اس طرح کے فیصلے مجبوراً ماننے پڑتے ہیں۔ امید ہے کہ باقی جماعتیں بھی اس پر متفق ہو جائیں گی۔

مرکز الدراسات الاسلامیہ
ابو محمد عبدالستار احمد
مدرسہ اسلامیہ
مدرسہ اسلامیہ
مدرسہ اسلامیہ
Mob: 0300-4178626 - 065-2663317
Email: markaz.dirasat@gmail.com

احکام و مسائل

پریشانی کے اسباب

سوال

ہمارے گھر میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہے لیکن پریشانیوں اور ذہنی الجھنوں نے ذریعے جمار کھے ہیں! ذہنی اطمینان و سکون ندارد! آخر اس کی کیا وجوہات ہیں اور کتاب و سنت میں اس کا کیا علاج ہے؟ وضاحت سے لکھیں۔

جواب

دنوی سہولیات اور روپے پیسے کی ریل پیل سے ذہنی سکون میسر نہیں آتا بلکہ قرآن کریم میں اطمینان قلب کے لیے ذکر الہی کو بہت بڑا سبب قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”یاد رکھو! اللہ کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں۔“ (الرعد: ۲۸)

اس کے برعکس اللہ کے ذکر سے روگردانی شیاطین کی گھر میں آمد و رفت کا بہت بڑا ذریعہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس حقیقت سے آگاہ کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور جو کوئی اللہ کی یاد سے آنکھیں بند کر لے تو ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اس کا ہمیشہ کے لیے ساتھی بن جاتا ہے۔“ (الزخرف: ۳۶)

اس میں کوئی شک نہیں کہ آج ہم گونا گونا گویا ظاہری اور باطنی پریشانیوں میں مبتلا ہیں اور ہر گھر میں جنوں اور آسیب کے حملوں کا چرچا ہے کہیں خون کے چھینٹے پڑتے ہیں کسی کے کپڑے اور بال کٹ رہے ہیں کوئی ہمیشہ کے لیے بیمار ہے جبکہ طبی رپورٹیں صحیح ہوتی ہیں۔ اس کے بے شمار اسباب ہو سکتے ہیں۔ ہم صرف ایک سبب کی وضاحت کرتے ہیں کہ ہم لوگ خود ناپاک رہتے ہیں اور گھروں میں پاکیزگی اور طہارت کا اہتمام نہیں کرتے۔ مثلاً سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ”قضاے حاجت کرنے کی بابت ہمارا معاملہ قدیم عرب کی طرح تھا ہم لوگ باہر جنگل میں جایا کرتے تھے ان دنوں ہمارے گھروں میں بیت الخلاء نہیں ہوا کرتے تھے۔“ (بخاری: ۲۶۶۱)

ہمارے دیہاتوں میں بھی خواتین باہر فضلوں اور کھیتوں کا رخ کرتی تھیں لوگ اپنے گھروں میں بیت الخلاء نہیں بنایا کرتے تھے۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ ہم بھی بدلتے گئے اور سہولیات کے عادی ہو گئے۔ چنانچہ پہلے گھروں کے ساتھ بیت الخلاء بنانے کا رواج تھا جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کی صراحت کی ہے اس کے بعد گھروں کے اندر بیت الخلاء بننا شروع ہو گئے لیکن پھر بھی افراد خانہ کی رہائش سے کچھ فاصلے پر تھے گھر کی چھت پر یا کسی کونے میں انہیں تعمیر کیا جاتا تھا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اس مقصد کے لیے گھر کی چھت استعمال کرتے تھے۔ اس کی وضاحت بھی احادیث میں موجود ہے۔ اب تو حال یہ ہے کہ گھر کے ہر کمرے کے ساتھ ”انچ باتھ روم“ ہماری ضرورت بن گیا ہے۔ اس طرح ہم نے شیاطین اور خبیث جنوں کو اپنے گھروں میں آنے کی دعوت دی ہے۔ چنانچہ حدیث میں اس بات کی بھی صراحت ہے کہ خبیث جنوں اور شیطانوں کی پسندیدہ جگہیں یہ بیت الخلاء اور لیٹرین ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”یہ بیت الخلاء جنوں اور شیطانوں کے آنے جانے کی جگہیں ہیں۔“ (ابوداؤد الطہارہ: ۶)

رہی سہی کسر ہمارے دور کی ایجاد ”ویمپر“ نے پوری کر دی ہے خواتین بچوں کو ویمپر لگا کر چوبیس گھنٹوں کے لیے فارغ ہو جاتی ہیں وہ اس میں پیشاب اور قضاے حاجت کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح بچوں کو بھی ناپاک رکھا جاتا ہے۔

ہمارے رجحان کے مطابق گھروں میں اس غفلت کی وجہ سے بیماریوں پریشانیوں اور لڑائی جھگڑوں میں اضافہ ہوا ہے ہمیں چاہیے کہ مسنون دعاؤں کا اہتمام کریں تاکہ ہم ان خبیث جنوں سے محفوظ رہیں اس کے لیے ہم نے درج ذیل کام کرنے ہیں:

◎ گھروں میں جب داخل ہوں تو آواز بلند السلام علیکم کہنا اپنی عادت بنائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”جب گھروں میں جایا کرو تو اپنے گھر والوں کو سلام کیا کر دے اللہ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔“ (النور: ۶۱)

◎ اپنے گھروں میں قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کی سنت کا احیاء کریں ہر روز دن کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے ہو اس اہتمام سے گھروں میں شیطانی اثرات ختم ہوں گے اور اللہ کی طرف سے خیر و برکات کا نزول ہوگا۔

◎ گھر کا ہر فرد خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا بیت الخلاء میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا یاد کرے اور اسے پڑھنے کا اہتمام کرے بیت الخلاء میں جانے کی دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوْذِیْکَ مِنَ الْغُبُثِ

وَالْخَبَائِثِ (ترمذی الطہارہ: ۵) "اے اللہ! میں زراور مادہ شیاطین سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔"..... خود رسول اللہ ﷺ بھی جب بیت الخلاء جاتے تو اس دعا کو پڑھا کرتے تھے۔

○ جب لیٹرین سے فارغ ہو کر باہر نکلے تو درج ذیل دعا پڑھے: [مَعْدُوكُكَ] (ترمذی الطہارہ: ۵) "اے اللہ! میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں۔"

اس سلسلہ میں ہماری نصیحت یہ ہے کہ گھر سے شریعت مخالف امور کو ختم کیا جائے، نماز کی پابندی کی جائے، قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام کیا جائے، ہر موقع پر مسنون دعا اور ذکر واذکار کو معمول بنایا جائے۔ ان مسنون دعاؤں کے اہتمام سے حیرت انگیز نتائج برآمد ہوں گے، ہماری پریشانیوں اور بیماریوں میں اللہ کی رحمت سے خاطر خواہ کمی آئے گی۔

رقیۃ النملہ کیا ہے؟

سوال احادیث میں "رقیۃ النملہ" کے متعلق آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو یہ دم سیکھنے کی تاکید کی تھی اس کی وضاحت درکار ہے کہ یہ کونسا ہے اور کس لیے کیا جاتا ہے؟ اس کے متعلق تفصیل سے لکھیں۔

جواب جس حدیث کا سوال میں ذکر ہے، ہم اسے درج کرتے ہیں جو حسب ذیل ہے: سیدہ شفاء بنت عبد اللہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے جبکہ میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو آپ نے مجھ سے فرمایا: "تم اسے نملہ کا دم کیوں نہیں سکھا دیتی ہو جیسے تم نے اسے لکھنا سکھایا ہے۔" (ابوداؤد الطب: ۳۸۸۷) نملہ کیا ہے؟ اس کا معنی چوٹی نہیں، جیسا کہ ہمارے نوخیز اہل علم کے ہاں مشہور ہے کہہ اس کا معنی چوٹی کا دم کرتے ہیں، بلکہ نملہ ایک بیماری ہے جس میں انسان کے پہلو یا پسلیوں پر دانے نکل آتے ہیں اس بیماری کے بڑھ جانے سے ان دانوں میں پیپ بڑ جاتی ہے اور زخم بن جاتے ہیں۔ انسان کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس کے جسم میں سونیاں چھ رہی ہیں۔ سیدہ شفاء رضی اللہ عنہا اس بیماری کا دم کیا کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف اس دم کو برقرار رکھا بلکہ آپ نے فرمایا کہ تم یہ دم سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی سکھا دو۔ وہ دم کونسا تھا، کسی بھی مستند حدیث میں اس دم کے الفاظ نقل نہیں ہوئے، تاہم اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی دم تجربے سے مفید ثابت ہو چکا ہو اس میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں اور اس کا مفہوم اور معنی بھی واضح ہو تو عربی زبان میں اس دم کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔ نملہ بیماری کے لیے خاص طور پر دم کی اجازت مروی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زہریلی چیزوں کے ڈسے، نظر بد لگنے اور نملہ کا دم کرنے کی اجازت دی ہے۔ (ابن ماجہ الطب: ۳۵۱۶)

البتہ غیر مستند روایات میں نملہ کے دم کے الفاظ حسب ذیل ہیں: [الْعَرُوسُ تَحْتَفِلُ وَتَخْتَضِبُ وَتَكْتَحِلُ وَكُلُّ شَيْءٍ تَفْتَعِلُ غَيْرَ أَنْ لَا تَعْصِيَ الرَّجُلَ] یعنی "دہن کھیلے کوڈے خوشیاں منائے، ہاتھوں پر مہندی لگائے، آنکھوں میں سرمہ ڈالے وہ اس قسم کا جو کام بھی کرنا چاہے کرے مگر اپنے شوہر کی نافرمانی نہ کرے۔" دور جاہلیت میں اس قسم کے دم کیے جاتے تھے رسول اللہ ﷺ نے اسے جائز رکھا بلکہ علماء نے چند شرائط کے ساتھ ہر قسم کے دم کو جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: "علماء کا اتفاق ہے کہ تین شرائط کی موجودگی میں دم کرنا جائز ہے وہ یہ ہیں: ① وہ قرآنی آیات اور اللہ کے اسماء و صفات پر مشتمل ہو ② عربی زبان میں ہو اور اس کا معنی مفہوم واضح ہو اس میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں ③ یہ عقیدہ ہو کہ دم بذات خود مؤثر نہیں بلکہ اس میں تاثیر پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔" (فتح الباری: ج ۱۰ ص ۱۹۵)

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے، ہم نے عرض کیا اللہ کے رسول! ان کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے دم مجھے سناؤ، جس دم میں شرکیہ کلمات نہ ہوں انہیں اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔" (صحیح مسلم السلام: ۲۲۰۰)

بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو دم کی تعلیم دینا مقصود نہیں تھا بلکہ انہیں سرزنش کرنے کی غرض سے سیدہ شفاء رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جس طرح تم نے اسے لکھنا سکھایا ہے اسے رقیۃ نملہ کی تعلیم دو جس میں خاوند کی اطاعت اور فرمانبرداری کا ذکر ہے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کا ایک راز افشاء کر دیا تھا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے در حدیث دیگران کے طور پر تنبیہ فرمائی۔ لیکن ہمارے نزدیک رقیۃ نملہ سکھانے کا یہ مقصد انتہائی محل نظر ہے کیونکہ راز افشاء کرنے میں تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں، جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔ (التحریم: ۴)

ہمارے نزدیک پھوڑے پھنسی کا دم حسب ذیل ہے: شہادت کی انگلی پر لعاب دہن لگا کر زمین پر رکھیں اور درج ذیل دعا پڑھ کر انگلی کو زخم یا پھوڑے پر لگائیں: بِسْمِ اللّٰهِ تَرْبَةً اَرْضَنَا بِرَبِّكَ بَعْضُنَا يَشْفِي سَائِمُنَا بِاَذْنِ رَبِّنَا [بخاری الطب: ۵۷۴۶]

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب کسی کو کوئی زخم لگتا یا پھوڑا پھنسی نکل آتا تو رسول اللہ ﷺ اس طرح دم کرتے تھے۔ (مسلم السلام: ۲۱۹۳)

بہر حال مستند دم کی اجازت ہے، غیر مستند جنتر منتر اور مجہول الفاظ سے پرہیز کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم!

قوانینِ الٰہی کی حیثیت

امام مسجد الحرام
فضیلہ الشیخ
ڈاکٹر خالد الغامدی

منتر: جناب محمد جمل بھٹی | تقرانی: جناب حافظ یوسف سراج | تاریخ: 25 جمادی الاولیٰ 1436ھ / 24 فروری 2017ء

پریشان ہو جاتے ہیں۔ ان پر قانون الٰہی سچ ثابت ہو جاتا ہے اور ایسے لوگ ندامت سے اپنی انگلیاں چبانے لگتے ہیں۔ لیکن اس وقت کی ندامت بھی کسی کام نہیں آئے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان اُن کے لیے کچھ بھی نافع نہ ہو سکتا تھا، کیونکہ یہی اللہ کا مقرر مضابطہ ہے جو ہمیشہ اس کے بندوں میں جاری رہا ہے، اور اس وقت کافر لوگ خسارے میں پڑ گئے۔“ (غافر)

امت اسلام! افراد اور معاشروں کیلئے اور ان کائنات کیلئے اللہ کے قوانین بے شمار ہیں۔ مختلف چیزوں سے تعلق رکھنے کے لحاظ سے ان قوانین کی کئی قسمیں ہو جاتی ہیں۔ کچھ طبعی کائناتی قوانین ہیں، کچھ اجتماعی قوانین ہیں، کچھ تہذیبی قوانین ہیں، کچھ اقتصادی ہیں، کچھ تاریخی قوانین ہیں اور کچھ حکومت سازی اور خلافت کے متعلق قانون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بے شمار

قوانین اپنی کتاب میں بیان کیے ہیں اور اپنے رسول کی زبانی بھی بیان کیے ہیں۔ اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کی نشانیں اور ڈرانے والی چیزوں میں غور و فکر کریں۔ تاریخی واقعات اور قرآنی قصوں کو سمجھیں، تاکہ ہماری عقل بڑھے اور ہم اللہ تعالیٰ کے قوانین کو سمجھ سکیں۔

”تم سے پہلے بہت سے دور گزر چکے ہیں، زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ اُن لوگوں کا کیا انجام ہوا جنہوں نے (اللہ کے احکام و ہدایات کو) جھٹلایا۔“ (آل عمران)

نیز فرمایا:

”اللہ چاہتا ہے کہ تم پر اُن طریقوں کو واضح کرے اور انہی طریقوں پر تمہیں چلائے جن کی پیروی تم سے پہلے گزرے ہوئے صلحا کرتے تھے۔“ (النساء)

اللہ تعالیٰ نے اپنے قوانین کی خوب وضاحت فرمائی۔

راستے سے کوئی طاقت پھیر سکتی ہے۔“ (فاطر)

یہ ایسے قوانین ہیں جو اس کائنات کے اعلیٰ اور نچلے ہر حصے کے لیے کافی ہیں۔ یہ قانون اس کی زندگی، واقعات اور تبدیلیوں میں لاگو ہوتے ہیں۔ ہمارا رب ہر لمحے اور ہر روز ایک نئی شان میں ہوتا ہے۔ اس کے ہاں ہر چیز بڑے طے شدہ مقدار میں پوری پوری ہوتی ہے۔ اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ مقرر کیا ہے۔ یہ وہ قوانین ہیں جو ثابت شدہ مستحکم اور ہر چیز پر لاگو ہیں۔ یہ کسی کی خوشی کیلئے تبدیل نہیں ہوتے اور نہ یہ کسی ایک قوم کی رضا کے لیے تبدیل ہوتے ہیں۔ اس لیے جو شخص بھی اللہ کے قانون کا مستحق ہو اس پر وہ قانون لاگو ہو جاتا ہے۔ غزوہ احد میں تیر انداز لشکر نے رسول اللہ ﷺ کے

بے شک اللہ تعالیٰ نے کائنات میں جو قانون لاگو کیے ہیں ان قانونوں کے لیے اور معاشرہ کے لیے جو اصول اور قانون دیئے ہیں۔ وہ نہ کبھی تبدیل ہوتے ہیں اور نہ کبھی ختم ہوتے ہیں۔ یہ ان قوانین کی سب سے بڑی خوبی ہے۔

حکم کی نافرمانی کی تو انہیں باوجود حق پر ہونے کے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ اللہ کا قانون کسی کی بے جا طرف داری نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت، مدد اور حمایت اس کے نہایت منظم قوانین کے تحت ہی حاصل ہوتی ہے۔ شکست و ہزیمت لوگوں کا مقدر بنتی ہے تو وہ بھی اللہ کے مقرر کردہ واضح قوانین کے تحت ہوتی ہے۔ وہ قوانین پوری طرح واضح ہیں، ان میں کوئی سمجھ میں نہ آنے والی بات نہیں۔ یہ خدائی قوانین کی دوسری خوبی ہے اس شخص کے لیے جو ان میں غور و فکر کرتا ہے اور اپنی عقل کے بہترین استعمال سے نئے قوانین دریافت کرتا ہے۔ وہ سمجھ لے گا کہ کس طرح زندگی کے حادثات، تاریخی واقعات، افرادی معاملات اور قوموں کے واقعات انہی قوانین کے مطابق چلتے ہیں جو بڑے انوکھے اور واضح ہیں۔ البتہ ان قوانین سے لاپرواہ لوگ حادثات سے

حمد و ثنا کے بعد!

اللہ کے بندو! اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو اور اس کی گرفت سے خوف کھاؤ اور جان لو کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے، اللہ کی نافرمانی سے ڈرتا اور خوف کھاتا ہے وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

برادران اسلام! یہ بہت بڑی کائنات، اور اس کائنات میں اللہ کی کاریگری کے کرشمے اور اس کی دانش مندانہ تخلیق کے نمونے، اللہ کی حکمت کے کام، سبھی اللہ کے طے کردہ طریقے کے مطابق چل رہے ہیں اور اس کے پختہ اصول کے تحت جاری ہیں، یہ اصول اپنے طے شدہ طریقے سے ذرہ برابر انحراف نہیں کرتے۔ وہ اپنے باقی رہنے، مستحکم رہنے اور مستقل رہنے میں انہی مضبوط

ترین اصولوں کے تابع ہیں۔ اگر آئکھ جھپکنے کے برابر بھی ان قواعد کی خلاف ورزی ہو تو زمین اور آسمان اور ان میں موجود ہر نظام درہم برہم ہو جائے۔ فرمان باری ہے:

”حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کوئل جانے سے روکے ہوئے ہے، اور اگر وہ ٹل جائیں تو اللہ کے بعد کوئی دوسرا انہیں تھانے والا نہیں۔“ (فاطر)

بے شک اللہ تعالیٰ نے کائنات میں جو قانون لاگو کیے ہیں انسانوں کے لیے اور معاشروں کے لیے جو اصول اور قانون دیئے ہیں۔ وہ نہ کبھی تبدیل ہوتے ہیں اور نہ کبھی ختم ہوتے ہیں۔ یہ ان قوانین کی سب سے بڑی خوبی ہے کہ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

”یا یہ لوگ اس کا انتظار کر رہے ہیں کہ پچھلی قوموں کے ساتھ اللہ کا جو طریقہ رہا ہے وہی ان کے ساتھ بھی برتا جائے؟ یہی بات ہے تو تم اللہ کے طریقے میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور تم کبھی نہ دیکھو گے کہ اللہ کی سنت کو اس کے مقرر

ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ ہم ان قوانین کو سیکھیں، ان کی بصیرت حاصل کریں تاکہ اپنی زندگی میں ان سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ اپنی تہذیب کی تعمیر و ترقی اور اپنے معاملات زندگی میں ان سے فائدہ اٹھائیں۔ یقیناً، بندگان الہی! قرآن و سنت کی ہدایات میں ان قوانین الہی کا خلاصہ مذکور ہے جو ہماری زندگی اور اس کائنات کو چلا رہے ہیں۔ اسباب کو ان کی وجوہات کے ساتھ اور معاملات کو ان کے نتائج سے جوڑنا، قرآن و سنت کے دقیق و محکم سیاق میں بیان ہوتے ہیں۔ گزشتہ امتوں کی خبروں، جھٹلانے والوں کے انجام، مختلف قوموں اور ملکوں کے حالات، ان کی فتح اور شکست کی خبریں، انہی قطعی اور محکم قوانین الہی پر مبنی ہیں۔ ان میں کسی کے لیے کوئی استثنا نہیں۔

انسانیت کو انہی قوانین الہی کی یاد دلانا اور تہذیب کرنا ہر دور کی ضرورت رہی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الہی کو سمجھیں گے، ان میں مہارت حاصل کریں گے اسی قدر وہ خوش حال اور خوشگوار زندگی بسر کر سکیں گے۔ جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہوگی۔ ہمارے پہلے بزرگوں نے تہذیب و تمدن کی جو ترقی اور علمی بلندی حاصل کی تھی وہ انہی قوانین کے ذریعے اور تحقیق و تلاش کے ذریعے حاصل ہوا تھا۔ پھر جب ان قوانین سے دوری برتی گئی تو آنے والی نسلیں قوانین الہی سے غافل ہو گئیں۔ وہ لوگ قوانین الہی سے صحیح استفادہ نہ کر سکے۔ اس اثنا میں دوسری قومیں آئیں اور وہ تہذیب و تمدن کی باگ ڈور سنبھالنے میں کامیاب ہو گئیں۔ انہوں نے مسلمانوں کے تجربات سے فائدہ اٹھایا۔ کائنات اور زندگی کے معاملات میں قوانین الہی کا مطالعہ کیا اور پھر ان قوانین کے مطابق عمل کیا تو وہ عطاء ربانی کے مستحق ٹھہرے۔ کیونکہ قوانین الہی کے مطابق جینے والے کو یہ عطا ضرور نصیب

خوب گمن ہو گئے تو اچانک ہم نے انہیں پکڑ لیا اور اب حال یہ تھا کہ وہ ہر خیر سے مایوس تھے۔ اس طرح ان لوگوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی جنہوں نے ظلم کیا تھا اور تعریف ہے اللہ رب العالمین کے لیے (کہ اس نے ان کی جڑ کاٹ دی)۔“ (انعام)

امام احمد اور امام طبرانی نے یہ روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”جب تم دیکھو کہ اللہ کسی بندے کو اس کی ہر چاہت عطا کر رہا ہے، حالانکہ وہ گناہوں میں ڈوبا ہوا بھی ہے تو سمجھ لو کہ یہ اس شخص کو مہلت دی جا رہی ہے۔ کبھی یہ مہلت طویل بھی ہو سکتی ہے، لیکن سنت الہی نہ تبدیل ہوتی ہے اور نہ ختم ہوتی ہے۔“

لہذا اے بصیرت والو! عبرت پکڑو! امت اسلام! اللہ کے ثابت قوانین میں سے اللہ کا یہ قانون بھی ہے کہ وہ

اپنے دین اور اپنے دوستوں کی مدد کرتا ہے اور ان کی حمایت کرتا ہے۔ قوموں پر عذاب نازل کرنے اور انہیں ہلاک کرنے کا قانون بھی ہے۔ یہ خاص قوانین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی

اللہ تعالیٰ نے اپنے قوانین کی خوب وضاحت فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ ہم ان قوانین کو سیکھیں، ان کی بصیرت حاصل کریں تاکہ اپنی زندگی میں ان سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ اپنی تہذیب کی تعمیر و ترقی اور اپنے معاملات زندگی میں ان سے فائدہ اٹھائیں۔

”ہم اس سے پہلے موسیٰ کو بھی اپنی نشانوں کے ساتھ بھیج چکے ہیں“ اے بھی ہم نے حکم دیا تھا کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لا اور انہیں تاریخ الہی کے سبق آموز

ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

خوبصورتی سے بیان کیا ہے، بڑی تاکید سے بیان ہوا ہے کہ مادی قوت اور تیاری کے ساتھ ساتھ توحید الہی اور نیک عمل ہی وہ اکیلا راستہ ہے جس کے ذریعے امت اسلامیہ اللہ سے نصرت لے سکتی اور زمین پر غلبہ پاسکتی ہے۔

”اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے اُن لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اُسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح اُن سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے، اُن کے لیے اُن کے اُس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا جسے اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں پسند کیا ہے۔“ (النور)

نیز فرمایا:

”اور تم لوگ، جہاں تک تمہارا بس پہلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے اُن کے مقابلہ کے لیے مہیا رکھو تاکہ اس کے ذریعے سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ان دُوسرے اعداء کو خوف زدہ کرو۔“ (الانفال)

”ان کو بھی اور اُن کو بھی، دونوں فریقوں کو ہم (دنیا میں) سامانِ زیست دیے جا رہے ہیں، یہ تیرے رب کا عطیہ ہے، اور تیرے رب کی عطا کو روکنے والا کوئی نہیں۔“ (الاسراء)

لیکن اے بندگان الہی! یہ دنیاوی ترقی جو تم کافروں کے ہاں دیکھتے ہو کہ ان پر نعمتوں کی بارش برس رہی ہے۔ حالانکہ وہ اللہ سے بہت دور ہیں، ان کی زندگی خواہشات کی تکمیل اور دنیاوی لذتوں میں گزر رہی ہے۔ تو یہ ترقی صرف دنیاوی اور کھوکھلی ترقی ہے جو روحانی اطمینان، برکتوں اور اللہ کی رضا سے خالی ہے۔

اور یہ ترقی درحقیقت وہ مہلت ہے جو کافروں کو ملتی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی، بھلا دیا تو ہم نے ہر طرح کی خوشحالیوں کے دروازے ان کے لیے کھول دیے، یہاں تک کہ جب وہ اُن بخششوں میں جو انہیں عطا کی گئی تھیں

واقعات سنا کر فصاحت کر، ان واقعات میں بڑی نشانیاں ہیں ہر اُس شخص کے لیے جو صبر اور شکر کرنے والا ہو۔“ (ابراہیم)

امت اسلام! یہ قوانین الہی، ان میں کچھ عمومی قوانین ہیں جن سے ساری انسانیت مستفید ہو سکتی ہے اور یہ کسی کے ساتھ خاص نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے ان عمومی قوانین کی ایسی سمجھ آج کی قوم کو دے دیتا ہے جو پہلی امتوں کو حاصل نہیں تھی۔ یہ عمومی ربانی قوانین انسانی تاریخ میں تعداد اور وسعت کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہیں۔ جیسا کہ آفاقی اور نفسی قوانین ہیں یا اس کائنات اور اس کو چلانے کے الہامی قوانین ہیں۔ مثلاً رات اور دن کا آنا جانا، چاند اور سورج کا چلنا یا تخلیق کائنات اور اجتماعیت کے متعلق قوانین ہیں۔ تعمیر و ترقی کے متعلق قوانین ہیں۔ دنیا کی آباد کاری اور تہذیب کے قوانین ہیں۔ دنیا کی نعمتوں سے استفادہ کے قوانین ہیں۔ زمینی خزانے حاصل کرنے اور دنیاوی ترقی پانے کے قوانین ہیں۔ علمی اور تہذیبی ترقی کیلئے جس قدر لوگ ان قوانین

قرآن نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ دشمنان اسلام کی ایک مدت اور وقت مقرر ہے۔ جب وہ مقررہ وقت آجائے گا ان پر عذاب نازل ہو جائے گا۔ کچھ لوگ اس میں شک کرتے ہیں کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ کافر تو مسلمانوں پر مسلط ہیں۔ لیکن انہیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ بھی قانون الہی کے مطابق ہو رہا ہے۔ اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ باغیوں اور ظالموں کو لمبی مہلت دے دیتا ہے۔ ایک کے بعد دوسری نسل بھی گزر جاتی ہے، پھر اللہ کا وعدہ پورا ہونے کا وقت آتا ہے۔ پھر ظالموں اور سرکشوں کی پکڑ آتی ہے اور جب وہ آجاتی ہے تو ایک لمحہ کے لیے بھی آگے پیچھے نہیں ہوتی۔ مظلوم کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے، اگرچہ ایک عرصے کے بعد ہی ہو۔

بندگان الہی! اللہ تعالیٰ کے عظیم ترین قوانین اور ضابطوں میں سے ایک یہ ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اگر شکر گزار بنو گے تو میں تم کو اور زیادہ نواز دوں گا اور اگر کفران نعمت کرو گے تو میری سزا بہت سخت ہے۔“ (ابراہیم)

نیز فرمایا:

”آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی۔“ (انفال)

اللہ کے رسول کی نافرمانی، حکم عدولی اور مخالفت، ناکامی، شکست، ہلاکت و بربادی، بروج میں فساد، کاسب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لطیف اور دقیق ترین قانون ہے کہ خیر و بھلائی اور شر و فساد اسی وقت ہوتا ہے جب انسان اللہ کی نعمتوں کے شکر میں کوتاہی اور ناشکری کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔“ (الرعد)

اس طرح نیک اور اصلاح کا پہلا ذمہ دار بہر حال انسان خود ہی ہے۔ فساد اور انحطاط کی ذمہ داری بھی اسی کی ہے۔ جو شخص قانون الہی کا مطالعہ کرتا ہے، وہ جان لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے حالات بدلتا رہتا ہے۔ ایک دن خوشحالی تو اگلے دن تنگی۔ آج کامیابی تو کل شکست مقدر بنتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اس وقت اُس تمہیں چوٹ لگی ہے تو اس سے

پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے“ یہ تو زمانہ کے نشیب و فراز ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں تم پر یہ وقت اس لیے لایا گیا کہ اللہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں سچے مومن کون ہیں، اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا تھا جو واقعی (راستی کے) گواہ ہوں۔“ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ کے تبدیل کرنے کے قانون میں سے یہ ہے کہ آج ضییت اور منافق غالب آجاتا ہے، وہ مومنوں اور سچے مسلمانوں سے نمایاں ہو جاتا ہے، یہ نمایاں کرنے کا قانون بھی عجیب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اللہ مومنوں کو اس حالت میں ہرگز نہ رہنے دے گا جس میں تم اس وقت پائے جاتے ہو وہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ کر کے

اللہ کے رسول کی نافرمانی، حکم عدولی اور مخالفت، ناکامی، شکست، ہلاکت و بربادی، بروج میں فساد، کاسب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لطیف اور دقیق ترین قانون ہے کہ خیر و بھلائی اور شر و فساد اسی وقت ہوتا ہے جب انسان اللہ کی نعمتوں کے شکر میں کوتاہی اور ناشکری کرتا ہے۔

رہے گا۔“ (آل عمران)

قرآن و سنت میں بڑی تاکید کے ساتھ بیان ہوا کہ ظلم و ستم کا پھیلاؤ، عدل کی ناکامی، گناہوں اور مصیبت کا انتشار، علانیہ گناہوں کا ارتکاب، دولت کی نمائش اور اسراف لوگوں کے حالات کی تبدیلی کے اہم ترین اسباب ہیں۔ اس سے نعمتوں کو زوال آتا ہے، اچانک آفتیں آتی ہیں، رزق و سلامتی میں کمی آتی ہے، دل سخت ہو جاتے ہیں، باہمی نفرتیں اور دشمنیاں پھیلتی ہیں، باہمی نفرت و دشمنی بڑھتی ہے اور مسلمان ایک دوسرے پر مسلط ہو جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”پھر کیا وہ لوگ جو (دعوت پیغمبر کی مخالفت میں) بدتر سے بدتر چالیں چل رہے ہیں اس بات سے بالکل ہی بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے، یا ایسے گوشے میں ان پر عذاب لے آئے جدھر سے اس کے آنے کا ان کو وہم و گمان تک نہ ہو۔ یا اچانک چلتے پھرتے ان کو پکڑ لے، یا ایسی حالت میں انہیں پکڑے جبکہ انہیں

خود آنے والی مصیبت کا کھکا لگا ہوا ہو اور وہ اس سے بچنے کی فکر میں چوکنے ہوں؟ وہ جو کچھ بھی کرنا چاہے یہ لوگ اس کو عاجز کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔“ (انحل)

امام ابن جریر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یعنی ”انہیں خوفزدہ کر کے ہلاک کرے۔“ ان کے ارد گرد کے لوگوں کی تباہی اور بالآخر سبھی مارے جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے رہنے والے ظالم نہ ہو جاتے۔“ (القصاص)

”پھر یہ ان کا اپنے عہد کو توڑ ڈالنا تھا جس کی وجہ سے ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور پھینک دیا اور ان کے دل سخت کر دیے۔“ (المائدہ)

نیز فرمایا:

”ان کو بھی جو سبق یاد کرایا گیا تھا اس کا ایک بڑا حصہ انہوں نے فراموش کر دیا آخر کار ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لیے دشمنی اور آپس کے بغض و عناد کا بیج بو دیا۔“ (المائدہ)

پھر فرمایا:

”جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس میں نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں، تب عذاب کا فیصلہ اس بستی پر چسپاں ہو جاتا ہے اور ہم اسے برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔“ (اسراء)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے تھے کہ جب ان میں کوئی طاقتور چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے، اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (ؓ) چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔

بندگان الہی! اللہ تعالیٰ کے عظیم اور بااثر قوانین میں سے ایک قانون نالے کا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر کے ذریعے شر کو ہٹاتے ہیں، ہدایت کے ذریعے سے گمراہی کو دور کرتے ہیں۔ اصلاح پسندوں کے ذریعے سے فساد یوں کو ہٹاتے ہیں۔ یہ اللہ کا عظیم قانون ہے جس سے نظام کائنات کی حفاظت کی جاتی ہے۔ لوگوں کو فساد اور عمومی ہلاکت سے بچایا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اس طرح اللہ انسانوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعے ہٹاتا نہ رہتا، تو زمین کا نظام بگڑ جاتا، لیکن دنیا کے لوگوں پر اللہ کا بڑا فضل ہے (کہ وہ اس طرح دفع فساد کا انتظام کرتا رہتا ہے)۔“ (البقرہ)

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد:

برادران اسلام! کائنات کے احوال اور زندگی کا اتنا چڑھاؤ، امتوں کا عروج، ان کی خوشحالی اور تنگ حالی، حکومتوں کا قیام اور زوال، تمدنی، ترقی اور زوال، یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کے پختہ قوانین اور ضابطوں کے مطابق ہو رہی ہیں۔ اللہ کے قطعی قوانین تبدیل نہیں ہوتے یہ حالات کی مناسبت سے واقع ہوتے رہتے ہیں۔ عقل مند اور دانش ور مسلمان وہ ہے جو ان اللہ کے

قوانین کو سمجھتا ہے اور ان کی دلالت و آثار سے سبق لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور آیات سے سبق حاصل کرتا ہے۔ قرآنی قصوں اور تاریخ انسانی کا مطالعہ کرتا ہے۔ ان میں غور و فکر کرتا اور عبرت

حاصل کرتا ہے۔ حادثات و واقعات کی تحقیق کرتا ہے تاکہ اسے قانون الہی کے عدل اور پختگی کا علم ہو سکے۔ اس میں اسے بے شمار فوائد اور ان گنت ثمرات حاصل ہو سکتے ہیں۔ جو مسلمان اللہ تعالیٰ کے عمومی اور خصوصی قوانین کو سمجھ لیتا ہے وہ جان لیتا ہے کہ اللہ کی اقدار کیسے واقع ہوتی ہیں۔ وہ ان کی کچھ حکمتوں، علتوں اور مقاصد کو سمجھ لیتا ہے۔ وہ ان قوانین کی موافقت کرتا ہے اور تصادم سے بچتا ہے۔ اسے بصیرت، توفیق، اطمینان اور اللہ پر اعتماد حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ نور الہی سے حادثات کی تحقیق کرتا ہے، اس کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ تمام اسباب اور ان کے مسببات، نتائج اور مقدمات سبھی اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہی عزت دیتا ہے، وہی ذلت دیتا، بلندی عطا کرتا، فرافنی اور تنگی دیتا ہے وہی عطا کرنے والا، وہی محروم کرنے والا، وہی تقدیر بنانے والا اور وہی کائنات میں تصرف کرتا ہے۔

ہوش مند مسلمان وہ ہے جو ان قوانین کو سمجھ کر اپنی زندگی اور اپنے معاش میں فائدہ اٹھاتا ہے، جو دنیا میں

عزت اور معزز زندگی کے طریقے اور وسائل پہچان لیتا ہے، اللہ کی قسم! وہ اس کے اثرات اپنی زندگی اور اپنے معاملات میں دیکھ لیتا ہے۔ وہ مالدار کی اور فقر و فاقہ، بلندی اور گراؤ، عزت و ذلت، پریشانی ہر حال میں وہ استقامت اور اس کے اثرات محسوس کر لیتا ہے۔

امت اسلام! اللہ تعالیٰ کے یہ بلخ قوانین تاکید کرتے ہیں کہ ہماری زندگی بے مقصد اور فضول نہیں۔ بلکہ یہ زندگی اللہ کے قوانین اور ضابطوں کے تحت ہے۔ جو نیک عمل کرے گا اسے بدلہ ملے گا اور جو برا عمل کرے گا اسے برا بدلہ ملے گا اور اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

ان قوانین کا مطالعہ کرنے، ان کی تحقیق و جستجو کرنے اور ان کے مطابق زندگی بسر کرنے سے انسان میں انسانیت اور امانت کا شعور زندہ ہوتا ہے۔ وہ مثبت سوچ کا حامل تعمیری انسان بن جاتا ہے کیونکہ اسے علم ہوتا

امت اسلام! اللہ تعالیٰ کے یہ بلخ قوانین تاکید کرتے ہیں کہ ہماری زندگی بے مقصد اور فضول نہیں۔ بلکہ یہ زندگی اللہ کے قوانین اور ضابطوں کے تحت ہے۔ جو نیک عمل کرے گا اسے بدلہ ملے گا اور جو برا عمل کرے گا اسے برا بدلہ ملے گا اور اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

ہے کہ وہ ایسے قوانین کے تحت زندگی گزار رہا ہے جو کسی بے جا طرف داری نہیں کرتے اور کسی شخص کو استثنیٰ نہیں دیتے۔ اس شخص کے برخلاف جو قوانین الہی کو بھلا دیتا ہے، ان سے غافل ہو جاتا ہے اور انہیں کوئی حیثیت نہیں دیتا، آپ دیکھیں گے کہ ایسا شخص اپنی خواہش کا اسیر بن کے رہ جائے گا! وہ قوانین الہی کا مخالف اور دشمن بن جائے گا۔ وہ بے مقصد، فضول اور بے چین آوارہ زندگی گزارے گا۔ وہ دوسروں کا مقلد بن کر شکست خوردگی کی زندگی گزارے گا۔ پھر جب اس پر کوئی مصیبت آئے گی اور اس کی کشتی ڈوبنے لگے گی تو چلا اٹھے گا! یہ کیا ہو گیا؟“ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اور یہ تمہارا کیا حال ہے کہ جب تم پر مصیبت آ پڑی تو تم کہنے لگے یہ کہاں سے آئی؟ حالانکہ (جنگ بدر میں) اس سے دو گنی مصیبت تمہارے ہاتھوں (فریق مخالف پر) پڑ چکی ہے۔ اے نبی! ان سے کہو کہ یہ مصیبت تمہاری اپنی لائی ہوئی ہے، اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ (آل عمران)

اس لیے ہر وہ شخص جو عزت، غلبے اور مبارک زندگی کے قوانین سے منہ موڑتا ہے، وہ بہت جلد رسوا ہو جاتا ہے۔ اسے ذلت وہاں سے ملتی ہے جہاں اسے کامیابی کی امید ہوتی ہے۔ جس جگہ اسے عزت و اکرام کی توقع ہوتی ہے وہاں سے ذلت و رسوائی ملتی ہے۔ وہ فقر و فاقے کا شکار ہو جاتا ہے اور اللہ اس کے معاملات الجھا دیتا ہے اور وہ برباد ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ قوانین الہی تبدیل نہیں ہوتے اور نہ وہ بدلتے ہیں۔ اے عقل والو! بصیرت والو! عبرت پکڑو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اور جو میرے ذکر (درسی نصیحت) سے منہ موڑے گا اُس کے لیے دنیا میں جنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔“ (طہ)

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ کے قوانین اس کائنات اور زندگی میں چاد سو پھیلے ہوئے ہیں اور یہ قوانین کی قسم کے ہیں۔ قرآن مجید کی کئی سورتوں میں بیان ہوئے ہیں۔ بڑے ٹٹھے اور پختہ اسلوب میں انہیں بیان کیا گیا ہے جیسا کہ سورت آل عمران، اعراف، انفال، توبہ، حود، ابراہیم، اسراء، کہف، حج، نور،

غافر اور دیگر سورتوں میں بیان کیے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ اور سنت مبارکہ میں بھی اس کی بے شمار مثالیں اور نمونے موجود ہیں۔ اے مسلمانو! اللہ کا کلام، سنت رسول اور سیرت مبارکہ کو مضبوطی سے تھام لو۔ انہی میں مکمل ہدایت، کامل نور، کمال، جمال اور جلال ہے۔ اللہ کی توفیق سے خوش نصیب وہ ہے جسے اللہ بصیرت عطا فرما دے، اس کے دل کا تزکیہ کر کے منور فرما دے۔ بد نصیب وہ ہے جو اللہ کی ہدایت سے منہ موڑے، خواہشات کی پیروی کرے اور اپنے اللہ کو بھلا دے۔ اسے شخص کے معاملات بکھر جائیں اور وہ اپنی زندگی علم و بصیرت کے بغیر ٹانگ ٹوئیاں مارتے گزار دے۔

اللہ اس کی بالکل پروا نہ کرے کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”کیا یہ لوگ کبھی زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ انہیں اُن لوگوں کا انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں؟ وہ ان سے زیادہ طاقت ور تھے اور ان سے زیادہ زیر دست آثار زمین میں



سرپرستی اور قیادت کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے۔ انہیں تیرہ مرتبہ یہ اعزاز ملا کہ وہ مدینہ کے قائم مقام والی بنے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاد فرض کیا تو عبداللہ بن ام مکتوم کی بڑی خواہش تھی کہ کاش وہ جہاد ہوتے تو وہ بھی جہاد میں حصہ لیتے۔ اللہ کی راہ میں قتال کرتے اور شہید کا رتبہ پاتے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور شروع ہوا جو محض دو سال دو ماہ اور دس دن کے بعد ختم ہو گیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو فارس اور روم کے خلاف جہاد میں اور تیزی آگئی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ اسلامی حکومت بڑی مستحکم ہو چکی تھی۔ مسلمان دنیا پر چھا رہے تھے۔ روم و ایران کو معلوم ہو چکا تھا کہ اب ان کے دن گنے جا چکے ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آخری دور میں معرکہ یرموک ہوا۔ شام کی سرحد کے قریب اردن میں یرموک چھوٹا سا دریا ہے۔ اس کے کنارے یہ تاریخی جنگ ہوئی تھی۔ مسلمانوں کی تعداد 36000 ہزار اور رومیوں کی تعداد دو لاکھ چالیس ہزار تھی۔ دشمن چار گنا زیادہ تھا مگر اس کے باوجود اس نے بری طرح شکست کھائی۔ اس کے 70 ہزار فوجی ہلاک ہوئے۔

مسلمانوں کے شہداء کی تعداد صرف چار ہزار تھی۔ میں جو بات قارئین کو بتانا چاہتا ہوں وہ رومی بادشاہ ہرقل کے تاریخی الفاظ تھے جو اس نے شکست کے بعد اس علاقہ کو چھوڑتے وقت کہے تھے۔ یہ علاقہ اس زمانے میں سوریہ کہلاتا تھا۔ یہ چار ممالک "اردن"، فلسطین، لبنان اور موجودہ سوریہ (شام) کا مجموعہ تھا جسے شام کہا جاتا تھا۔ یہاں رومیوں کی حکومت تھی۔ ہرقل کے حسرت و یاس کے عالم میں کہے ہوئے الفاظ: لَوَدَاعَا يَا سُورِيَا وَدَاعَا لَا لِقَاءَ بَعْدَهُمَا الْوَدَاعُ اے سوریہ! الوداع ایسا الوداع کے جس کے بعد کبھی تمہارے ساتھ ملاقات نہ ہو سکے گی۔

ایک طرف مسلمان رومیوں پر فتح حاصل کر رہے ہیں۔ شام کی فتح کے دروازے کھل چکے ہیں۔ دوسری جانب مسلمان عراق کو فتح کرنے کے پروگرام کو آخری شکل دے رہے ہیں کیونکہ ایرانی مسلمانوں کے خلاف حملے کی تیاری کر چکے تھے۔ مدینہ منورہ میں مجاہدین کی

فرمایا: جو شخص اذان کہے وہی اقامت کہنے کا زیادہ حقدار ہے۔ رمضان المبارک کے دوران سحری کی پہلی اذان سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بلال اذان دے تو سحری کھانا شروع کر دیا کرو اور جب عبداللہ بن ام مکتوم اذان دیں تو کھانا پینا چھوڑ دو کیونکہ سحری کا وقت ختم ہو گیا۔

عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اسلام کے شیدائی اور اللہ کے رسول ﷺ سے شدید محبت کرنے والے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مختلف اوقات میں آپ سے ملنے کے لیے حاضر ہو جاتے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو بعض ایسے

عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کے باسی تھے اور خاندان قریش سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ اللہ کے رسول ﷺ کی سب سے پہلی اور غم گسار زوجہ محترمہ ام المومنین سیدہ خدیجہ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ والد کا نام قیس بن زائدہ تھا۔ والدین نے ان کا نام الحسین رکھا تھا مگر اللہ کے رسول ﷺ نے بدل کر عبداللہ رکھ دیا۔ آپ کی والدہ ام مکتوم کا نام عاتکہ بنت عبداللہ تھا۔

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام تھے۔ سابقین اولون میں شامل تھے۔ امیدوں کے چراغ جلانے والے پیدائشی نابینا ہونے کے باوجود بڑے پر عزم اور باہمت تھے۔ اگرچہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے نبی کریم ﷺ کا دیدار نہیں کیا مگر آپ کے فرمودات و ارشادات دل کی گہرائی سے سنے اور آپ ﷺ کے پیغام کو اچھی طرح سمجھ لیا۔ مکہ مکرمہ سے

عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اسلام کے شیدائی اور اللہ کے رسول ﷺ سے شدید محبت کرنے والے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مختلف اوقات میں آپ سے ملنے کے لیے حاضر ہو جاتے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو بعض ایسے اعزازات سے نوازا جو بہت کم صحابہ کو حاصل ہوئے ہیں۔

اعزازات سے نوازا جو بہت کم صحابہ کو حاصل ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ غزوات یا دوسرے امور کے لیے مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جاتے تو مدینہ شریف میں انہیں اپنا قائم مقام مقرر کر کے جاتے۔ بات سمجھنے کے لیے کہ جب جنگ ہوتی ہے تو سارے لوگ تو جنگ پر نہیں جاسکتے۔ ان میں بیمار ضعیف 'بوڑھے' بچے عورتیں بھی شامل تھے۔ مدینہ منورہ کی حفاظت کے لیے بھی بعض صحابہ کو چھوڑا جاتا تھا۔ ان کو نمازیں پڑھانے کے لیے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا جاتا۔ مدینہ طیبہ میں بطور امام ان کی تقرری سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ نابینا امام کی امامت درست ہے وہاں یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ مدینہ ایک ریاست تھی جس کے سربراہ اللہ کے رسول ﷺ تھے۔ جب آپ ﷺ مدینہ کو چھوڑتے تو عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو بھی کئی مرتبہ یہ اعزاز ملتا کہ مدینہ کے قائم مقام والی بنے۔ وہ لوگوں کو نمازیں پڑھانے کے علاوہ ریاست مدینہ کے انتظامی امور کی

سب سے پہلے مدینہ طیبہ ہجرت کر کے جانے والے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے۔ سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم کو جب علم ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی ہے تو آپ بلا تاخیر اپنا وطن برادری اور گھر بار چھوڑ کر مدینہ جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ آپ نے اپنا دین بچایا اور باقی سب کچھ اللہ کی خاطر چھوڑ چھوڑ کر مدینہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بعد دوسری شخصیت جسے ہجرت مدینہ کا شرف حاصل ہوا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو مسجد نبوی کا مؤذن بھی مقرر فرمایا۔ مسجد نبوی کے سب سے پہلے مؤذن سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ دونوں حضرات باری باری اذان اور اقامت کہتے۔ اگر اذان عبد اللہ دیتے تو اقامت بلال کہتے۔ اسی طرح اگر اذان بلال دیتے تو اقامت عبد اللہ کہتے۔ بعد میں اللہ کے رسول نے ارشاد

آمد جاری ہے۔ کوچوں اور بازاروں میں مجاہدین چلتے پھرتے نظر آ رہے ہیں۔ مدینہ شریف کے گرد و نواح اور بازار گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازوں سے گونج رہے ہیں۔ شہر میں مناخہ کے میدان میں مجاہدین اسلام جنگی کتب سیکھ رہے ہیں۔ ورزشیں ہو رہی ہیں۔ مناخہ کا میدان مسجد نبوی کے دائیں طرف واقع تھا۔ یہاں لوگ تجارت بھی کرتے اور اسی کے ساتھ ساتھ مجاہدین کتب بھی دکھاتے تھے۔ مجاہدین قادیہ جانے کی تیاریوں میں مشغول تھے۔ سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ انکھوں سے ناپینا ضرور ہیں مگر دل کے پینا ہیں۔ گوکہ ان کے پاس بصارت نہیں مگر بصیرت سے مالا مال ہیں۔ وہ غیر معمولی حد تک سمجھ دار ہیں۔ ان کے قوائے جسم اور دل کے ارادے بہت مضبوط ہیں۔ رگوں میں قریبی خون دوڑ رہا ہے۔ وہ اسلام کے لیے بے شمار خدمات انجام دے چکے ہیں۔ جب مدینہ طیبہ میں جہاد کی پلچل سنی تو صحابہ کرام سے پوچھتے ہیں:

یہ میں کیا آوازیں سن رہا ہوں؟ بتایا گیا کہ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مجاہدین کا رخ ایران کی طرف کرنے والے ہیں۔ اب وہ کسریٰ کی طاقت سے ٹکرانے جا رہے ہیں۔ ان کا حکم ہے جو شخص بھی تلوار اٹھانے اور قتال کرنے کی طاقت و صلاحیت رکھتا ہے اسے معرکہ قادیہ کے لیے نکلتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھوڑا سا سوچتے اور غور کرتے ہیں۔ اللہ اللہ! اس کی راہ میں نکلتا اور جہاد کرتا پھر غازی بن کر لوٹنا یا شہادت کے بلند مرتبے پر فائز ہو جانا۔ سبحان اللہ! کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی سعادت ہو سکتی ہے؟ انہیں اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان یاد آ جاتا ہے۔ شہید کو قیامت کے روز بہت سے اعزازات سے نوازا جائے گا۔

خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ جنت میں جائے گا تو 72 حوروں سے اس کی شادی کر دی جائے گی۔

سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے دنیا میں کسی عورت کو تو دیکھا نہیں کہ وہ دنیا میں آنکھوں کی بینائی سے محروم تھے مگر تمنا اور خواہش تھی کہ جنت میں حوروں کو دیکھ سکیں گے۔ حور کے بارے میں انہیں معلوم تھا کہ اس کے

سر کی چادر دنیا جہان کے قیمتی خزانوں سے بہتر ہوگی۔ شہید کو قیامت کے روز وقار کا تاج پہنایا جائے گا۔

جنت کی تمنا اور اس کا حوصلہ دل میں لیے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف چل دیے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس میں پہنچے اذن باریابی طلب کیا جو فوراً دے دیا گیا۔ یہ کون ہیں؟ یہ کوئی عام شخصیت تو نہیں۔ یہ وہ عظیم شخصیت ہیں جن کے لیے قرآن پاک میں سورۃ عس کی پہلی آیات نازل کی گئی تھیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں مرحبا کہا۔ ان کا شایان شان استقبال کیا جا رہا ہے۔ مرحبا و اہلا و سہلا عبداللہ بن ام مکتوم! فرمائیے آپ کا میرے پاس کیسے آنا ہوا؟ ترصیٰ جیلے ادا ہو رہے ہیں۔ خیر سگالی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کہہ رہے ہیں: امیر المؤمنین! میں نے سنا ہے کہ آپ مجوسیوں سے ٹکر لینے کے لیے قادیہ کے میدان میں مجاہدین کو

یہ دن مدینہ منورہ کی تاریخ کا بڑا روشن اور سنہرا دن ہے جب مجاہدین قادیہ کی طرف روانہ ہو رہے ہیں۔ امیر المؤمنین خود اس لشکر کو الوداع کہہ رہے ہیں۔ مجاہدین کی تعداد چالیس ہزار میں سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ ان چالیس ہزار میں سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔

ارسال کر رہے ہیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا: ہاں عبداللہ! آپ نے درست سنا ہے۔ میں بھی اس لشکر کے ساتھ قادیہ کے میدان میں جانا چاہتا ہوں۔

انہیں کون انکار کر سکتا تھا۔ امیر المؤمنین بھی ان کی دل سے عزت کرتے تھے۔ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تو اندھیروں میں روشنی کے چراغ جلانے والے تھے۔ عزم و ارادے کے پہاڑ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اپنی پلاننگ بتا رہے ہیں۔ فرماتے ہیں: مجھے اسلامی لشکر کے ہمراہ مجبوا دیں۔ زہ پہنا کر صفوں کے درمیان کھڑا کر دیں۔ اسلام کا جھنڈا محمد عربی ﷺ کا جھنڈا لا لا لا لا اللہ کا جھنڈا میرے ہاتھ میں پکڑا دیں۔ کہنے لگے: میں تو ناپینا آدمی ہوں وہ اپنی خوبی امیر المؤمنین کو بتا رہے ہیں۔ کبھی ناپینا نے بھی جنگ لڑی ہے؟ کبھی کسی نے دیکھا کہ ایک ناپینا کے ہاتھ میں لشکر کا

جھنڈا ہو مگر شہادت کا مشتاق دین اسلام کا یہ سپاہی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قائل کر رہا ہے۔ اپنی خوبی بیان کر رہا ہے کہ ناپینا تو میدان جنگ سے نہیں بھاگتا۔ مجھے تو معلوم ہی نہیں ہوگا کہ جنگ میں فتح کسے ہو رہی ہے۔ کون مرد میدان ہے۔ میں کیسے بھاگ سکتا ہوں؟ امیر المؤمنین! جس کے ہاتھ میں جھنڈا ہے اگر وہ قائم رہے اپنی جگہ پر ڈٹا ہوا ہے تو اس سے مجاہدین کو حوصلہ ملے گا۔ ہاں! اگر میں جھنڈے کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہو جاتا ہوں یا مسلمانوں کو فتح نصیب ہوتی ہے ہر حال میں صف اول میں کھڑا رہوں گا۔ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کے دلائل کے سامنے خاموش ہیں۔ یوں بھی یہ کوئی عام صحابی تو نہیں ہیں یہ سابقوں اؤ لون میں سے ہیں۔ اللہ نے ان کو نور بصیرت عطا فرمایا ہے۔

یہ دن مدینہ منورہ کی تاریخ کا بڑا روشن اور سنہرا دن ہے جب مجاہدین قادیہ کی طرف روانہ ہو رہے ہیں۔ امیر المؤمنین خود اس لشکر کو الوداع کہہ رہے ہیں۔ مجاہدین کی تعداد چالیس ہزار میں سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ مایوس لوگوں کو عزیمت کا درس دینے والے کامیابی کی راہ دکھانے

والے بزدلوں کو شجاعت کا سبق دینے والے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے قادیہ کی طرف رواں دواں ہیں۔

قادیہ کا مقام عراق میں نجف سے جنوب مغرب کی طرف 50 کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔ اس لشکر کی قیادت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کر رہے ہیں۔ یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ قریشی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کے جھنڈے تلے کتنی ہی بار بہادری کے جوہر دکھا چکے ہیں۔ ان کے ماتحت قعقاع بن عمرو تمیمی، ثنی بن حارث، شریحیل کنذی اور جریر بن عبداللہ بنی ہاشم جیسے کماثر موجود ہیں۔ مسلمان مجاہدین کی صفیں ترتیب دی جا رہی ہیں۔ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے لیے خصوصی زہ کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ انہیں جنگی لباس پہنا کر صف میں کھڑا کیا جاتا ہے۔ ان کے ہاتھ میں جھنڈا پکڑا دیا جاتا ہے۔ یہ تو لا لا لا لا اللہ کا جھنڈا ہے۔ بعض روایات کے مطابق انہوں نے یہ کہا تھا کہ مجھے زمین میں گڑھا کھود کر گاڑ دیا

دینی مدارس..... اور اصلاح معاشرہ

پیدا ہے اور جس طرح تعلیم کو مہنگا بنا کر پیش کیا گیا ہے جس کی بناء پر ہزاروں اور لاکھوں غریب بچوں کی دسترس سے تعلیمی حصولیابی دور ہو گئی ہے وہ افسوس ناک ہے۔ کاش کہ یہ عیاشی اور دھما چوڑی ختم کی جائے تاکہ غریب سے غریب بچہ تعلیمی اسلحہ سے لیس ہو سکے اور اس کے لیے علوم و فنون کا حاصل کرنا آسان ہو سکے۔

مدارس دینیہ کا انتظامی نظام وقار و سنجیدگی اور عدل و مساوات کا بہترین نمونہ ہے۔ اگر یہ نقوش ہماری ہم عصر یونیورسٹیاں اپنالیں تو طلبہ کی جانب سے ہونے والے احتجاجات اور اس کے نقصان میں ہونے والے ہر جوں سے محفوظ رہنا آسان ہو جائے گا۔

مدارس اسلامیہ کا اخلاقی نظام، اخلاق و مروت کے مظاہرہ کی دعوت دیتا ہے۔ سچ یہ ہے کہ طلبہ علوم دینیہ کا حسن سلوک اور طرز معاشرت اتنا بلند اور ارفع ہے کہ اسے ہم سماوی رفعتوں سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ آج ضرورت ہے کہ دینی مدارس کے ان نقوش کو اپنایا جائے اور رریک گنگ کی انتہاء پسندی جو کہ اخلاقی دہشت گردی کی ہی ایک نوع ہے، اسکا سدباب کیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ مدارس دینیہ کی حفاظت فرمائے۔ امین

دہشت گردی

دہشت گرد اور ان کی سرپرست پاکستان دشمن بیرونی قوتیں بھی یہی چاہتی تھیں کہ سیہون میں ہونے والی اس واردات کو اسی نظر سے دیکھا جائے، یوں ان کے مقاصد کی تکمیل ہوئی اور کچھ عناصر دانستہ یا نادانستہ دہشت گردوں کے سہولت کار بن گئے۔

نیشنل ایکشن پلان کی مانیٹرنگ کا بھی اگر کوئی انتظام ہے تو اس بات کی بھی مانیٹرنگ ہونی چاہیے کہ دہشت گردی کے کسی بھی واقعے کے بعد مذہبی و سیاسی جماعتوں اور شخصیات کا رد عمل کیا ہے؟ فی وی جھٹلو اور ان سے وابستہ اسکندرز اس پر کیا تبصرہ کر رہے ہیں۔ تجزیہ نگار اور کالم نویس اس پر کیا بول اور لکھ رہے ہیں؟ کیونکہ دہشت گردوں کا آدھا کام وہ خود کرتے ہیں یعنی دہشت گردی کی واردات کے بعد باقی آدھا کام دانتستی میں یا نادانتستی انہیں طبقات کے لوگ کر رہے ہیں۔

پلنا ہوا ہے۔ وہ خون سے تر ہو چکا ہے۔ صاف نظر آ رہا ہے کہ آخری وقت تک انہوں نے جھنڈے کی خوب حفاظت کی ہے۔ غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دشمن کے ایک گھوڑے نے انہیں کچل ڈالا ہے۔ ان کے چہرے میں تیر بھی پیوست ہے۔

عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ وفات پا گئے..... نہیں! اللہ کی قسم! وہ فوت نہیں ہوئے، بلکہ وہ تو شہید اور زندہ ہیں۔ ﴿وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزُقُونَ﴾ (آل عمران) ”جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں انہیں ہر گز مردہ نہ سمجھو وہ تو زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔“

ان کا مقدس جسم دنیاوی لحاظ سے فوت ہو گیا تاکہ جنت الرحمن میں اڑتا پھرتا رہے اور مزے کرے۔

قارئین کرام! کیا آپ جانتے ہیں کہ انہیں یہ مقام اور یہ مرتبہ کیوں ملا؟ اس لیے کہ انہوں نے اپنا ایک ہدف مقرر کیا تھا۔ ان کے سامنے ایک مشن تھا اور وہ تھا شہادت پانے کا ہدف..... انہوں نے ہم جیسے لوگوں کے لیے اور قیامت تک کے لوگوں کے لیے مثال چھوڑی۔ مثال یہ تھی کہ دنیا والو! کسی شخص کا ناپنا ہو جانا اس کے مشن اور ہدف کے حصول میں رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ مایوس لوگو! جو راز را سی بات پر پریشان ہو جاتے ہو شکوے کرنے لگ جاتے ہو مایوسی کا شکار ہو جاتے ہو کبھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوتا۔ اپنے مشن اور محاذ پر ڈٹے رہنا اس کے لیے جان دے دینا، مگر دنیا والوں سے یہ کبھی نہ کہنا: ہمیں فلاں عارضہ تھا، اس لیے ہم کامیاب نہ ہو سکے۔ اپنے مشن میں کامیاب ہونے کے لیے تمہیں بہت آگے جانا ہے۔

ایک مرتبہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رسول کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے پوچھا: عبداللہ! تمہاری بیٹائی کب چلی گئی تھی؟ عرض کی: جب میں لڑکا تھا۔ فرمایا: خوش ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں دنیا کی زندگی میں اپنے بندے کی پیاری آنکھیں لے لیتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کی جزاء جنت ہے۔

سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم! تاریکیوں میں روشنی کی علامت ہیں۔ کوئی عزم اور بلند ہمتی کی اٹلی مثال ہیں۔ ان شاء اللہ ان کے روحانی فرزند ان کے نقش قدم پر چلتے رہیں گے۔

جائے تاکہ میں اپنی جگہ سے اٹھ کر حرکت نہ کر سکوں۔ سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ کتنے خوش نصیب ہیں؟ آپ کے حصے میں کس قدر بڑی سعادت آئی ہے کہ آپ کے ہاتھوں میں اسلام کا جھنڈا دے دیا گیا ہے۔ نجانے وہ جھنڈا کتنا اونچا اور لمبا رہا ہوگا۔

قادسیہ کی جنگ کوئی معمولی جنگ نہ تھی۔ مجوسیوں اور مسلمانوں کے درمیان یہ فیصلہ کن معرکہ تھا جس نے کسریٰ کی سلطنت کو پاش پاش کر دیا۔ قادسیہ کی جنگ چار دن تک جاری رہی۔ تیسرا دن بہت ہی اہم اور ہولناک تھا۔ دونوں طرف سے بہادریوں نے خوب جم کر لڑائی کی۔ تاریخ نے اس دن کا نام یوم عباس رکھا ہے اور عباس کا معنی شہید نامہ ہرا ہوتا ہے۔ یہ نام شاید اس لیے رکھا گیا کہ فریقین کے گھوڑوں کے قدموں سے اس قدر گرد و غبار اٹھا کہ اندھیرا چھا گیا۔ ایرانی اپنے ہمراہ بھی لائے تھے۔ ان کی نئے سرے سے ترتیب لگائی گئی۔ ان کی رسیوں کو اور زیادہ مضبوط کیا گیا مگر مسلمان کماندروں کے سامنے ان کی ایک نہ چلی۔ انہوں نے ان ہاتھیوں کو بھی مار بھگا یا اور وہ اپنے ہی لشکر پر چڑھ دوڑے۔ مسلمانوں کو اللہ رب العزت نے فتح مبین سے نوازا۔ یہ پہلا معرکہ تھا جس میں مسلمان مجاہدین بڑی تعداد میں شہید ہوئے۔ مؤرخین کے مطابق مسلمان شہداء کی تعداد آٹھ ہزار پانچ سو تھی۔ ان شہداء میں ایک مقدس خون سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا بھی تھا۔ معرکہ ختم ہو چکا ہے۔ فارس کے مشہور کمانڈر رستم اور جالینوس قتل ہو چکے ہیں۔ دشمن میدان چھوڑ کر بھاگ چکا ہے۔ مسلمان ان کا پیچھا کر رہے ہیں۔ اس کے مقتولین کی تعداد چالیس ہزار تھی۔

مسلمان جنگ کے دوران بھی نماز ادا کرتے ہیں۔ اذان کا وقت ہو چکا ہے۔ مؤذن کی تلاش ہے اور مؤذن بھی وہ ہے جسے اللہ کے رسول ﷺ نے مؤذن مقرر کیا تھا ان کا نام عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے بعد دوسرا بڑا مؤذن ان کی آواز نجانے کتنی خوبصورت اور بلند ہوگی جو مدتوں مسجد نبوی میں گونجتی رہی۔

انہیں دائیں بائیں تلاش کیا جا رہا ہے۔ مگر وہ نظر نہیں آ رہے۔ زخیبوں میں بھی نہیں ہیں۔ شہداء میں تلاش کرنے کے لیے مجاہدین بھاگ پڑتے ہیں۔ ان کے پاس تو جھنڈا تھا جب ان کے مقدس جسم کو تلاش کر لیتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ مسلم فوج کا جھنڈا ان کے جسم کے ساتھ

یہاں پر یہ بات یاد رہے کہ ”التوفیٰ“ کا مصدر توفیٰ اور مادہ وُفِيَ ہے، جس کے اصل معنی پورا پورا لینے کے ہیں۔ انسان کی موت پر جو وفات کا لفظ بولا جاتا ہے تو اسی لیے کہ اس کے جسمانی اختیارات مکمل طور پر سلب کر لیے جاتے ہیں۔ اس اعتبار سے موت اس کے معنی کی مختلف صورتوں میں سے ایک صورت ہے۔ نیند میں بھی چونکہ انسانی اختیارات عارضی طور پر معطل کر دیے جاتے ہیں۔ اسی لیے نیند پر بھی قرآن نے وفات کے لفظ کا اطلاق کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اس کے حقیقی اور اصلی معنی پورا پورا لینے کے ہی ہیں۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ میں یہ اس اپنے حقیقی اور اصلی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی اے عیسیٰ! میں تجھے یہودیوں کی سازش سے بچا کر پورا پورا اپنی طرف آسمانوں پر اٹھا لوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (تفسیر احسن البیان)

محترم قارئین! قبل اسکے کہ اس آیت کے حوالے سے مزید گفتگو کروں آپ کو آگاہ کرتا چلوں کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ مندرجہ قادیانی خزان جلد اول پر اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وراضع الیٰ کا ترجمہ ”میں تجھ کو پوری پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“ کیا ہے اور اسی کتاب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

”یہ بھی یاد رہے کہ مسلم میں مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ بھی آیا ہے یعنی بطور مجاز اور استعارہ کے اسی وجہ سے براہین احمدیہ میں بھی ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے حق میں ہیں۔ دیکھو صفحہ ۴۹۸ میں یہ الہام [ہو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ] اس جگہ رسول سے مراد یہ عاجز (مرزا قادیانی) ہے۔“ (ایام السلاطین ص ۱۰۲)

محترم قارئین! یعنی جب یہ کتاب لکھی گئی بقول اس کے اس وقت بھی وہ رسول تھا اور اس کتاب میں مرزا قادیانی نے [اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ] کے جو معنی کیے وہ تو آپ ملاحظہ کر ہی چکے ہیں لہذا اب اسی مسئلہ پر مزید دلائل ملاحظہ فرمائیں:

محترم قارئین! اس آیت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بارے میں یہودیوں و نصاریٰ کے عقیدے کا بھی علم ہو کیونکہ منہی مرزا قادیانی بھی وفات

حیاتِ مسیح قرآنِ محدث کی روشنی میں

جناب مولانا عبید اللہ لطیف (فیصل آباد)

قیامت کے دن ان پر گواہی دیں گے۔“
یعنی نبی کریم ﷺ نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ ابن مریم علیہ السلام قیامت سے قبل ضرور نازل ہوں گے۔ تو کیا اللہ رب العزت اپنے نبی اور سب سے زیادہ محبوب شخصیت جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی قسم کو پورا کرنے کے لیے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتے، یقیناً کر سکتے ہیں۔ تو پھر بھی مرزا قادیانی مثیل مسیح یا مسیح موعود ثابت نہیں ہوتا۔

آئیے! سب سے پہلے اس آیت کا جائزہ لیتے ہیں جس سے تمام مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھایا جانا ثابت کرتے ہیں۔ اسی آیت سے مرزا غلام احمد

قارئین کرام! سب سے پہلی بات کہ اگر مرزا قادیانی کے اس دعویٰ کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تب بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ فوت شدہ کو زندہ کرنے پر قادر ہے یا کہ نہیں؟ یقیناً اللہ رب العزت فوت شدہ کو زندہ کرنے پر قادر ہے۔ اسے قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اسی قدرت کو مد نظر رکھتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے مندرجہ ذیل فرمان پر غور کریں۔ چنانچہ فرمان نبوی ہے کہ

”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْطَلَ الْخَنَازِيرَ، وَيَقْضَعَ الْجُزْيَةَ، وَيَقْبِضَ الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا“۔ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَأَقْرَبُوا إِنْ شِئْتُمْ: هُوَ ابْنُ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ: وَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا“ [بخاری]

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! البتہ قریب ہے کہ ابن مریم تم میں تشریف لائیں۔ وہ حاکم اور عادل کی حیثیت سے آئیں گے۔ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیں گے۔ مال و دولت کی فراوانی ہوگی حتیٰ کہ اسے کوئی قبول کرنے والا نہیں ہوگا۔ حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہوگا۔ پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اس آیت کی تلاوت کرو۔“ اور اہل کتاب میں سے سب کے سب اس (مسیح علیہ السلام) پر اس کی موت سے پہلے ضرور ایمان لائیں گے اور وہ

قادیانی اور اس کی ذریت وفات مسیح ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتی ہے:

”وَإِذْ قَالَ اللَّهُ لِيُحْيِيَ إِبْنِي مُتَوَفِّيكَ وَرَأَيْتُكَ إِلَىٰ مُطَهَّرِكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلِ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَمَةِ ثُمَّ إِلَىٰ مَنْ جَعَلَكُمْ فِتْنَةً بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ“ (ال عمران)

”اور جب اللہ تعالیٰ نے کہا: اے عیسیٰ! میں آپ کو پوری طرح لینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور جن لوگوں نے انکار کیا ہے میں ان سے آپ کو پاک کرنے والا ہوں۔ اور آپ کی پیروی کرنے والوں کو قیامت تک ان لوگوں پر بالادست رکھوں گا جنہوں نے تجھ سے کفر کیا۔ پھر تم سب کو میری طرف ہی لوٹا ہے۔ تمہارے آپس کے تمام تر اختلافات کا فیصلہ کروں گا۔“

مسح کے متعلق دلیل دیتے ہوئے یہ اصول بیان کرتا ہے کہ

”بائیسویں آیت وفات مسح پر یہ ہے کہ ﴿فَسَلِّوْاْ اٰهْلَ الْبَيْتِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ یعنی اگر تمہیں ان بعض امور کا علم نہ ہو جو تم میں پیدا ہوں تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو اور ان کے واقعات پر نظر ڈالو تا کہ اصل حقیقت تم پر منکشف ہو جائے۔“ (ازالہ اوہام طبع اول)

محترم قارئین! نزول قرآن کے وقت مسح ﷺ کے متعلق دو قسم کے خیالات تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی رقم طراز ہے کہ

”اور یہودیوں کا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ قتل ہو گئے ہیں اور صلیب بھی دیے گئے، بعض کہتے ہیں کہ پہلے قتل کر کے پھر صلیب پر لٹکائے گئے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ پہلے صلیب دے کر پھر ان کو قتل کیا گیا۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ)

عیسائیوں کا جو خیال تھا بالفاظ مرزا متنبی قادیانی یہ ہے کہ

”عیسائیوں کا یہ بیان کہ درحقیقت مسح پھانسی کی موت سے مر گیا جس سے یہ نتیجہ نکالنا منظور تھا کہ مسح عیسائیوں کے گناہ کے لیے کفارہ ہوا۔“

(ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن)

مرزا قادیانی یہ بھی مانتا ہے کہ اس خیال باطل پر نصاریٰ کے تمام فرقے متفق تھے اس بات کا اظہار کرتے ہوئے مرزا قادیانی رقم طراز ہے:

”کیونکہ تمام فرقے نصاریٰ کے اس قول پر متفق نظر آتے ہیں کہ تین دن تک حضرت عیسیٰ مرے رہے اور پھر قبر میں سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔“ (ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن)

قادیانی گروہ قرآن و حدیث کے خلاف سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طبعی موت پر اصرار، صلیب پر چڑھنے کا اقرار اور رفع الی السماء کا انکار کرتا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ

”رفع سے مراد روح کا عزت کے ساتھ اٹھایا جانا ہے۔“ (ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن)

صلیب پر چڑھنے کا واقعہ مرزا قادیانی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

”پھر بعد اس کے مسیح ان کے حوالہ کیا گیا اور اس کو تازیانے لگائے گئے اور جس قدر گالیاں سنا اور فقیہوں اور مولویوں کے اشارہ سے طمانچے کھاتا اور ہنسی اور ٹھنھے اڑائے جاتا اس کے حق میں مقدر تھا سب نے دیکھا۔ آخر صلیب دینے کے لیے تیار ہوئے۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور عصر کا وقت اور اتفاقاً یہ یہودیوں کی عید فصح کا بھی دن تھا۔ اس لیے فرصت بہت کم تھی اور آگے سبت کا دن آنے والا تھا۔ جس کی ابتدا غروب آفتاب سے ہی سمجھی جاتی تھی کیونکہ یہودی لوگ مسلمانوں کی طرح پہلی رات کو اگلے دن کے ساتھ شامل کر لیتے تھے اور یہ ایک شرعی تاکید تھی کہ سبت میں کوئی لاش صلیب پر لٹکی نہ رہے۔ تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھا دیا تا کہ شام

سورہ النساء کی درج ذیل آیت میں موجود ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ

﴿وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَّوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اَخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا اَهُمُّ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اِتِّبَاعُ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۚ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾ (النساء)

”اور یوں کہنے کے باعث کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح ابن مریم کو قتل کر دیا حالانکہ نہ تو انہوں نے اسے قتل کیا، نہ صلیب دیا بلکہ ان کے لیے وہی صورت بنا دی گئی تھی۔ یقین جانو کہ عیسیٰ کے بارے میں اختلاف کرنے والے ان کے بارے میں شک میں ہیں، انہیں اس کا کوئی یقین نہیں، جزو تخمینہ باتوں پر عمل کرنے کے۔ اتنا یقینی ہے کہ انہوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ بڑا زبردست،

بڑی حکمت والا ہے۔“

ان آیات کا مضمون بڑا واضح ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نہ سولی دی گئی اور نہ وہ قتل کیے گئے۔ بلکہ اللہ رب العزت نے انہیں اپنی طرف

اٹھالیا۔ یہاں پر مرزا قادیانی اور اس کی ذریت رفع سے مراد درجات کی بلندی لیتی ہے۔ اگر ان کی بات کو تسلیم کر لیا جائے تو آیت کے آخری حصے میں اللہ رب العزت کا یہ فرمانا کہ اللہ بڑا ہی زبردست، بڑی حکمت والا ہے، کا کوئی مقصد نہیں رہتا۔ جب کہ یہی بات واضح کرتی ہے کہ اللہ رب العزت نے عیسیٰ علیہ السلام کو کسی ایسے طریقے سے اوپر اٹھایا ہے جو خارق عادت ہے۔ مزید یہ کہ شہادت میں تو درجات کی بلندی اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اگر یہود و نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کر دیتے تو کیا درجات کی بلندی نہ ہوتی۔ دوسری بات یہ کہ اللہ رب العزت نے عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا کر عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کو مکمل طور پر نیست و نابود کر دیا ہے، کیونکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی جان دے کر ہمارے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا، جو کہ بالکل غلط ہے اور اللہ رب العزت نے اس بات سے ان کے اس عقیدے کی مکمل طور پر نفی

اللہ رب العزت نے عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا کر عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کو مکمل طور پر نیست و نابود کر دیا ہے، کیونکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی جان دے کر ہمارے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا، جو کہ بالکل غلط ہے۔

سے پہلے ہی لاشیں اتاری جائیں۔“ (ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن)

مگر قرآن مجید نے اس عقیدہ کو لعنتی ٹھہرایا ہے اور مسح علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا ظاہر کیا ہے۔

سورہ آل عمران کی آیت نمبر 55 سے پہلی آیت میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ

﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَّرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَكِيْرِيْنَ﴾ ”انہوں (یہودیوں) نے (عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق) تدبیر کی اور اللہ نے بھی تدبیر کی جب کہ اللہ تعالیٰ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔“

اگر اِنِّیْ مُتَّقِيْنَکَ سے مراد موت لی جائے جیسے مرزائی لیتے ہیں تو پھر یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ یہودیوں کی تدبیر کامیاب رہی کیونکہ وہ بہر حال سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتے تھے لیکن اللہ رب العزت نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل سے بچا کر زندہ آسمانوں پر اٹھالیا جس کا ذکر قرآن مجید کی

اللہ ہمارے ائمہ اور حکمرانوں کی اصلاح فرمادے۔ اے اللہ ہمارے ائمہ اور حکمرانوں کی اصلاح فرمادے۔ آمین!

بیت المقدس میں پانچ دن

ان یعرفن فلا یوفینن (الاحزاب) اس کا عملی نمونہ اسرائیلی ایئرپورٹ پر دیکھنے میں آیا۔ ہمارے ساتھ ہونے والی اس عزت افزائی کو دیکھ کر لاکھوں منتظر افراد ہائے کے بجائے اب واہ کرنے لگے۔

واپسی میں ایئرپورٹ پر ایک سب دی جاتی ہے اس پر مخصوص نمبر ہوتے ہیں۔ بعض نمبر کے حاملین کو حساباً سیراً سرسری چاچ کر کے فارغ کر دیا جاتا ہے اور بعضوں کو عمیر کے تفتیشی مراحل سے گزارا جاتا ہے۔ ان سے روئے د سفر دریافت کی جاتی ہے کہ کہاں کہاں گئے تھے، کس کس سے ملاقات کی وغیرہ وغیرہ۔ اتفاق سے ہمارے ناظم سفر کو اسی مرحلہ سے گزارا گیا اور بالکل آخری لمحات میں انہیں جہاز میں سوار ہونے کی اجازت دی گئی۔ وہ بھی ایسے کہ پھر بھی ان کا سامان جہاز میں نہیں رکھا گیا بلکہ ایک ہفتہ بعد ان کے گھر پہنچایا گیا۔ شاید سامان کی مزید پڑتال کی گئی ہو۔ جہاز میں سوار ہونے سے قبل مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ لاؤنج میں مغرب و عشاء کی باجماعت نماز ادا کر کے ہم سوار ہوئے۔ تلخ و شیریں تجربات اور جذبہ عمل سے پر یہ سفر جہاز میں سوار ہو کر لوٹن ایئرپورٹ پہنچنے پر اختتام پذیر ہوا۔

امیر ضلع قصور کے اعزاز میں استقبال

26 فروری 2017ء بروز اتوار بعد نماز ظہر مولانا عبدالرشید اصغر امیر ضلع قصور کے اعزاز میں قاری محمد صادق رحمانی نے ایک استقبال کا اہتمام کیا جس میں علاقہ بھر کے معروف علماء کرام نے شرکت کی، دوران خطاب مولانا عبد الرشید اصغر صاحب نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے منج نبوی ﷺ کو اپنانے پر زور دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بچوں کو احکامات نبوی ﷺ کے تحت تربیت کرنے کی توفیق دے اور بعد ازاں حافظ محمد زکریا عام نے بھی خطاب کیا، اس تقریب میں جامعہ رحمانیہ کنگن پور میں اٹھارہ سے زائد بچوں نے قرآن پاک کے ترجمے کی تحمیل کی سعادت حاصل کی۔

مخانب: شعبہ نشر و اشاعت ضلع قصور

ساتھ ہمیشہ ترتیب کا لحاظ واجب ہو۔“ (تزیان القلوب مندرجہ قادیانی خزانہ)

محترم قارئین! قرآن مجید میں مزید بھی ایسے دلائل موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھالیا گیا ہے لیکن طوالت کے باعث ان ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اب چند احادیث نبوی نزول مسیح علیہ السلام کے بارے میں ذکر کر کے اس بحث کو سمیٹا ہوں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[يَكُنْ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْأَرْضِ بَعْدَ مَا يَنْزِلُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، ثُمَّ يَمُوتُ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ وَيَذْفُونُهُ.] (مسند أبي داود الطيالسي)

”عیسیٰ نزول کے بعد چالیس سال زمین پر رہیں گے پھر آپ فوت ہو جائیں گے۔ مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور آپ کو دفن کریں گے۔“

قوانین الہی کی حقیقت

چھوڑ گئے ہیں مگر اللہ نے ان کے گناہوں پر انہیں پکڑ لیا اور ان کو اللہ سے بچانے والا کوئی نہ تھا۔ یہ ان کا انجام اس لیے ہوا کہ ان کے پاس ان کے رسول جینات لے کر آئے اور انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا اور آخر کار اللہ نے ان کو پکڑ لیا، یقیناً وہ بڑی قوت والا اور مزادینے میں بہت سخت ہے۔“ (غافر)

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرما! شرک اور مشرکوں کو ذلیل و رسوا کر دے۔ اے اللہ! اپنے دین، اپنی کتاب، اپنے نبی کی سنت اور اپنے نیک بندوں کی مدد فرما! اے اللہ! اے رب العالمین! ہر جگہ مسلمانوں کے احوال درست فرما! اے اللہ! فلسطین اور شام میں ان کے احوال درست فرما! اے اللہ! اراکان، عراق، شام، افغانستان، یمن اور پوری دنیا میں ان کے احوال درست فرما! اے اللہ ہمارے سرحدی محافظوں کی مدد فرما۔ اے اللہ ہمارے سرحدی محافظوں کی مدد فرما۔ اے اللہ اے قوی عزیز! ان کا مددگار، حمایتی اور پشت پناہ ہو جا! اے

فرمادی ہے۔ اگر سورہ آل عمران کی آیت نمبر 55 میں اِنِّیْ مُتَوَقِّئُکَ کا معنی فوت لیا جائے تو پھر اس کا ترجمہ کرتے ہوئے بعد میں پڑھیں گے اور رَافِعُکَ پہلے پڑھیں گے۔ مرزا قادیانی نے کئی ایک مقامات پر اِنِّیْ مُتَوَقِّئُکَ کو ترجمہ کے دوران بعد میں پڑھنے پر اعتراض کیا ہے۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ واؤ کا لفظ ترتیب کے لیے نہیں ہوتا۔ اگر اس کی مثال قرآن مجید سے چاہیں تو سنئے۔ ایک مال دار شخص کا سال کیم رمضان کو ظہر کے وقت پورا ہوا۔ اب بحکم آیت وَاقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّکٰوةَ (مرزائی اصول کے مطابق) مسلمان پر فرض ہے کہ پہلے نماز پڑھے اور پھر زکوٰۃ دے۔ اگر پہلے زکوٰۃ ادا کردی تو شاید گناہگار ہو جائے گا اور اس کی زکوٰۃ بھی ادا نہ ہوگی۔ کیا کوئی بھی انسان اس مسئلہ میں قادیانیوں کے ساتھ ہوگا۔ دوسری آیت وَاقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ کے بموجب (قادیانی اصول کے مطابق) ضروری ہے کہ پہلے نماز پڑھے اور اس کے بعد شرک چھوڑے۔ اگر پہلے شرک چھوڑ دے گا تو شاید قادیانی اس سے خفا ہوں گے۔ تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کے جادوگروں کے قول کو ایک جگہ یوں فرمایا کہ یٰۤاٰیُّوْا مُؤْمِسِیْ وَهٰرُوْنُ، دوسری جگہ فرمایا ہے یٰۤاٰیُّوْا هٰرُوْنُ وَمُؤْمِسِیْ جو پہلے کے الٹ ہے حالانکہ جادوگروں نے صرف ایک ہی طریق سے کہا ہوگا۔ اگر یہاں پر قادیانی اصول کے مطابق واؤ کا لفظ ترتیب کے لیے مان لیا جائے تو پھر مندرجہ بالا آیات میں اگر جادوگروں کا کہنا طریق اول ہوگا تو دوسرے میں کذب آئے گا۔

اگر دوسرا ہے تو پہلے میں جھوٹ ہوگا۔ علاوہ اس کے کئی مقامات پر انبیاء سابقین کا لائقین سے پیچھے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ﴿كَذٰلِكَ يُوْحٰی اِلَیْكَ وَ اِلٰی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ﴾ اللہ العزیز الحکیم ﷻ پس جب واؤ کا لفظ ترتیب کے لیے نہیں ہوتا بلکہ محض جمعیت کے لیے ہے تو متونی کے معنی رافع سے پیچھے کر لینے میں کوئی قباحت ہے۔

محترم قارئین! اب میں آپ کو اسی سلسلے میں مرزا قادیانی کے ایک اعتراف سے آگاہ کرتا ہوں۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ

”یہ تو سچ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ حرف واؤ کے

محمد (جانب میں) تین الرحمن (ریسرچ سکالر)

دینی مدارس .. اور اصلاح معاشرہ!

اسلام ایک آفاقی دین اور اللہ تعالیٰ کا بندوں کیلئے پسندیدہ مذہب ہے۔ اس کی تعلیمات میں روح انسانیت کی ان تمام تشکیلات کا مداوا ہے جو اسے دنیاوی امور میں مختلف موز پر محسوس ہوتی ہیں، لیکن اسے کیسے حاصل کیا جائے؟ ان پریشانیوں کو خود نبی کریم ﷺ نے مقام صفہ کے قیام اور وہاں جمع ہو کر صحابہ کرام کی تعلیم و تربیت کے ذریعہ دور کر دیا۔ اور امت کو گویا یہ سبق دیا کہ اگر تمہیں دین اسلام کی بقا اس کی صحیح اور اصل شکل میں اشاعت مطلوب ہے اور اس کے ذریعہ اپنی دینی و تعلیمی حالت کو سنوارنا چاہتے ہو تو تم بھی مقام صفہ کی طرح دینی درس گاہیں قائم کر کے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو تعلیمات

ان مدارس نے امت مسلمہ کو دین کے ہر شعبے میں رجال کا رویے ہیں؛ خواہ عقائد ہوں یا عبادات، یا معاملات، یا معاشرت، یا اخلاق، غرض کہ دینی زندگی کے تمام شعبوں میں امت کی راہ نمائی کے لیے افراد تیار کیے جاتے ہیں۔ ان اداروں میں امت کے نو نھالان غذائے روحانی کے ذریعہ نشوونما پاتے ہیں اور تعلیمات اسلام و اخلاق سے شادابی و سیرابی حاصل کر کے ایک مضبوط تناور درخت بن کر عوام الناس کو اپنے گھنے سائے اور میٹھے پھلوں سے مستفید کرتے ہیں۔ جس کے ذریعہ امت تازہ دم، متن درست و توانا ہو کر اسلامی دھارے کی طرف اپنی زندگی کو رواں دواں رکھتی ہے۔

سکون قائم نہ ہوتا۔ ملک و قوم کی ترقی نہ ہوتی۔ وطن عزیز کو سامراجیت سے آزادی نہ ملتی اور امت مسلمہ اپنے حقوق اسلامیہ کو بھی حاصل نہ کر پاتی۔

ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں دینی مدارس کے علماء و فضلاء کا جو کردار رہا ہے، وہ ایک تاریخی ریکارڈ کا درجہ رکھتا ہے۔ فضلاء مدارس نے ہی اسلام کی عزت و ناموس کی پاسبانی کی اور مجبوری ہوئی معاشرت کو سنوارا۔ ان مدارس سے وطن کے سپاہی، ملک کے محافظ اور مجاہدین ملت پیدا ہوئے، جنہوں نے باطل کے ایوانوں میں رخنہ پیدا کر دیا اور علماء میدان میں اتر کر سرفروشی کی بھی سنت تازہ کر دی۔ ملت اسلامیہ کی دست گیری کی اور اسے منزل جتجو میں سرگرم کرنے کا فریضہ انجام دیا۔

اس سلسلے کا سب سے اہم پہلو تعلیم کے پھیلاؤ اور خواندگی کے مشن کو تحریک دینے اور آگے بڑھانے کا ہے۔ "تعلیم سب کے لیے" کے فارمولے کے تحت مدارس و مکاتب نے بنیادی تعلیم کو ان فقر زدہ اور خاک

نشین طبقات کے لیے بھی آسان اور قابل حصول بنادیا، جہاں تک پہنچنے میں حکومتی مشنریاں تھک بار جاتی ہیں۔

تعلیم کے فروغ میں مدارس اور حکومت کی کارکردگی کا موازنہ کیا جائے تو مدارس کی

خدمات نمایاں اور محسوس شکل میں نظر آتی ہیں۔ ملک میں جو تعلیم گاہیں قائم ہیں، چاہے وہ ابتدائی و ثانوی تعلیم کے عصری ادارے ہوں یا اعلیٰ تعلیم کے، وہ پرائیوٹ سطح پر چل رہے ہوں یا حکومت کی سرپرستی میں، بچوں کے والدین یا حکومت کی طرف سے اس کی مکمل کفالت کی جاتی ہے۔ جن والدین کے پاس مال و دولت کی کثرت ہے، وہ اپنے نخت جگر کے لیے بڑی بڑی ڈگریاں آسانی سے خرید لیتے ہیں۔ ان اسکولوں میں عطیات، ماہانہ اور سالانہ فیس بھی ادا کرنا پڑتی ہیں۔ گویا یہ اسکول اور کالج قوم کے فرزندوں سے روپے ایشٹھتے ہیں پھر انہیں تعلیم دیتے ہیں۔ ان کے برخلاف مدارس ہیں کہ وہ ملک کو دیتے بہت کچھ ہیں لیکن لیتے کچھ نہیں۔

حفت تعلیم جو ایک فلاحی ریاست کے تصور میں ترجیحی حیثیت رکھتی ہے، مدارس اس کا سب سے بڑا ذریعہ

ان مدارس نے امت مسلمہ کو دین کے ہر شعبے میں رجال کا رویے ہیں؛ خواہ عقائد ہوں یا عبادات، یا معاملات، یا معاشرت، یا اخلاق، غرض کہ دینی زندگی کے تمام شعبوں میں امت کی راہ نمائی کے لیے افراد تیار کیے جاتے ہیں۔

تمام مدرسوں اور دینی اداروں نے اپنے مقاصد تاسیس کی روشنی میں تعلیم و تربیت کو فروغ دیا ہے۔ جہالت و ناخواندگی کا قلع قمع کیا اور مسلمانوں کی تعلیمی حالت کو درست سے درست تر بنایا ہے۔ ملک کی شرح خواندگی کو بڑھانے میں نہ صرف حکومت کا ہاتھ بٹایا؛ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر حکومت کی مدد کی ہے۔ اسلامی اخلاق اور انسانی قدروں کی آبیاری کی ہے۔ برادران وطن کے ساتھ یک جہتی و رواداری اور صلح و آشتی کے ساتھ پر امن بقائے باہم کے اسلامی اصول پر سختی سے عمل کیا ہے۔ ملک و قوم کی تعمیر و ترقی، وطن عزیز کی آزادی و خود مختاری کے لیے اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے سرفروش قائدین و راہ نمائے پیدا کیے ہیں۔

اگر یہ دینی ادارے اور مدارس نہ ہوتے تو امت کو دین متین کی صحیح شکل ملنا مشکل تھی۔ معاشرہ میں باطل کے پھیلائے گئے جال سے چھکارا نہ ملتا۔ صلح و آشتی اور امن و

اسلامیہ سے روشناس کراؤ اور علم کی شمع روشن کر کے جہالت کا خاتمہ کر دو۔ اس کے نتیجے میں مسلمانوں نے اس مشن کو آگے بڑھایا اور مدارس اسلامیہ کے قیام کو کسی نہ کسی شکل میں لازمی سمجھ کر

اس پلیٹ فارم کے ذریعہ امت مسلمہ کی تمام دینی، اسلامی اور معاشرتی ضرورتوں کو پورا کرنے اور ان کی علمی تشنگی کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ جس کا لازمی اثر یہ ہوا کہ آج مدارس اسلامیہ اپنی مرکزی حیثیت کی بنا پر حیات اسلامی کا اہم ترین حصہ ثابت ہو رہے ہیں۔

اسلامی مدارس حفاظت دین کے قلعے اور علوم اسلامیہ کے سرچشمے ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد ایسے افراد تیار کرنا ہے جو ایک طرف اسلامی علوم کے ماہر، دینی کردار کے حامل اور فکری اعتبار سے صراط مستقیم پر گامزن ہوں، دوسری طرف وہ مسلمانوں کی دینی و اجتماعی قیادت کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوں۔ ان میں تہذیب و ثقافت، غیرت و حمیت، ایمان داری، وفا شعار اور ان تمام اخلاقی و معاشرتی قدروں کی تعلیم و تربیت دی جاتی ہے، جن سے دنیا میں بسنے والے ایک امن پسند شخص کو آراستہ ہونا چاہیے۔

کا عناد اور ہٹ دھرمی قابل معافی ہے کیونکہ وہ رد عمل کی نفیات ہے، اگرچہ یہ رد عمل انتہا پسندانہ اور منفی ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ ایسے رد عمل سے مسلم امت کا نقصان ہے، اس حوالے سے غور و فکر اور تدبیر کے مظاہرہ کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

درحقیقت دینی مدارس کا سارا نظام، عملہ طلبہ اور فاضلین جس کام اور مشن پر مامور ہیں وہ لائقہ و ادنی الارض کی تمثیل اطاعت پر مبنی ہے۔ اس کا بنیادی مشن ہی معاشرے میں امن و سلامتی کی اشاعت ہے۔ جس قرآن و حدیث کی تعلیم ان مدارس میں ہوتی ہے اس کا خیر ہی معاشرہ سازی اور انسانی نسل کی اصلاح و تعمیر ہے۔ مدارس دینیہ کے پورے مقاصد صرف اور صرف بنی نوع انسان کی اصلاح و تعمیر کے ارد گرد گھومتے نظر آتے ہیں۔ ان مدارس کا تعلیمی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ دنیا کا سب سے معتدل اور متوازن نصاب مدارس اسلامیہ میں رائج ہے جس نصاب میں تشدد، انتہا پسندی اور غلو آمیزی کا درس

نہیں ہوتا بلکہ امن و سلامتی، اصلاح و تعمیر اور معاشرہ سازی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ درحقیقت مدارس اسلامیہ کا نصاب وہ بہترین مشعل راہ ہے جس کی روشنی میں نصاب سازی اور از سر نو تعلیمی نظام کی تخلیق پوری دنیا کو امن

و سلامتی کی راہ پر لا کھڑا کرے گا۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اس سورج جیسی روشن حقیقت کو سمجھا جائے اور اسے برتا جائے۔

الغرض مدارس اسلامیہ کا مکمل تعلیمی، تربیتی، اخلاقی، انتظامی، معاشی اور سماجی نظام اعتدال و توازن کا مظہر ہے۔ اس کا ہر حصہ قابل اعتماد اور ہر شعبہ اعتدال و امن پسندی کا داعی ہے۔ مدارس کے صرف و بذل میں جس اعتدال کا مظاہرہ کیا جاتا ہے وہ اقتصاد و توازن کا اعلیٰ ترین مظہر ہے جس میں عیاشی، عیش کوئی اور سامان عیش و طرب کی فراہمی کے لئے سرمایہ دارانہ لوٹ کھسوٹ کا شائبہ تک نہیں ہوتا بلکہ بنی نوع انسان کے لئے سامان۔ درس ہوتا ہے۔ اس کا متوازن معاشی نظام ان تمام کالجوں اور یونیورسٹیوں کو یہ درس دیتا ہے کہ کھربوں اور کروڑوں روپے خرچ کرنے اور سامان ترنم کے بے پناہ استعمال کرنے کی وجہ سے آنے والے تعلیمی خرچ میں جو اچھال

ہے۔ دراصل مدرسہ مشن سے جس خاص طبقہ (اسلام مخالف طبقہ) کو بغض اور کدورت ہے وہی، مدرسہ مخالف کار اور حرکات میں مساعد و معاون ہوتا ہے۔ اس جہت سے اس کے افعال و اعمال، مدارس مخالف ہی ہوتے ہیں، چونکہ نظریاتی سطح پر اس مفروضے کو تشہیر دی جاتی ہے اور اسے عوامی مقامات پر نمایاں کیا جاتا ہے جس سے ذہن سازی اور فکر سازی کی راہیں بھی ہموار ہوجاتی ہیں مگر تشہیر کا سہارا اسے سچ بناتا ہے اور غالباً اسی منہج عمل نے مدارس اسلامیہ کے پر امن ہونے کے حوالے سے غور و فکر کی راہ کھول دی ہے۔ اور یہ دعوت دی ہے کہ مدارس کی امن پسند شبیہ کو سامنے لایا جائے اور ان کی خدمات کو اس تناظر میں جانچا جائے تاکہ زہر زدہ فضاء میں مدارس کے کردار کو زہریلی ہواؤں سے محفوظ رکھا جاسکے۔ مدارس اسلامیہ کی خشت اول امن کے گارے سے تیار ہوتی ہے اور اس کے مقاصد و اہداف میں سلامتی اور تحفظ کا سایہ لگن ہوتا ہے۔ اس واقعیت کے باوجود یہ پروپیگنڈہ کہ مدارس

درحقیقت دینی مدارس کا سارا نظام، عملہ طلبہ اور فاضلین جس کام اور مشن پر مامور ہیں وہ لائقہ و ادنی الارض کی تمثیل اطاعت پر مبنی ہے۔ اس کا بنیادی مشن ہی معاشرے میں امن و سلامتی کی اشاعت ہے۔

اسلامیہ دہشت گردی کے اڈے اور انتہا پسندی کے مراکز ہیں، معروضیت مخالف ہیں۔

پوری دنیا میں جس مدرسہ کی بنیاد سب سے پہلے پڑی تھی وہ رحمۃ للعالمین کی زیر سرپرستی صفہ کے نام سے قائم ہوئی تھی، رحم جس کا کام، سلامتی جس کا اعلان اور تحفظ جس کا نظام تھا۔ اسی روشنی سے جلاپانے والے ہزاروں مدارس دینیہ گزرے دور سے لے کر آج تک اسی اساس پر قائم ہیں۔ برصغیر میں دینی مدارس بھی اسی نظام امن کے پیامبر اور محافظ ہیں۔ دینی مدارس کی بنیاد ہی امن و سلامتی کے عنوان سے بنتی ہے اور اس کی تشکیل بھی خیر و خوبی کی صدائے عام سے ہوتی ہے۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہماری دینی جامعات کی دامن کشی جدیدیت کے عنوان سے چلنے والی تحریکوں کے رد عمل کی نفیات اور خوف کا فرما ہے۔ شاید اس معاملہ میں مسلم علماء اور قدامت پسند ماہرین شریعت

ہیں۔ تعلیم کو ہر اعلیٰ و ادنیٰ طبقہ تک یکساں طور سے پہنچانے میں حکومتی اسکیمیں ناکام رہی ہیں لیکن دینی مدارس کا تعلیمی و تنظیمی ڈھانچہ ہر طبقے کے لیے یکساں طور پر یکساں تعلیم کو یقینی بناتا ہے۔

خدمت خلق کے میدان میں دینی مدارس کے فضلاء کی خدمات نمایاں ہیں۔ قدرتی آفات اور دیگر مواقع پر مدارس کے فضلاء اپنی خدمات فراہم کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں۔ یہ مدارس اپنے طلبہ میں محنت و جفاکشی کا مزاج پیدا کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بہت سے مدارس کے فضلاء آج ایسے عہدوں پر نظر آتے ہیں جو ان کے اختصاص سے ہٹ کر ہیں۔ کئی یونیورسٹیوں کے شعبوں کے ذمہ دار اساتذہ دینی مدارس کے فضلاء ہیں اور اب تو جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ اور عالمی زبانوں پر حاوی ہونا ان کے لیے کوئی بڑی چیز نہیں رہ گئی۔

بہر حال امت کی تعلیمی حالت کو پروان چڑھانے قوم و ملت کو عزت و شرافت اور باوقار زندگی عطا کرنے اور ملکی تعمیر و ترقی کو فروغ دینے میں مدارس دینیہ نے ان مٹ نقوش ثبت کیے ہیں۔ مدارس مجموعی طور پر پورے ملک اور قوم کا اثاثہ ہیں۔ ان کی حفاظت اور نصرت و اعانت کی کوششوں میں ہاتھ بٹانا ہر ایک کا فریضہ ہے۔

دینی مدارس اور اسلامی اداروں کا وجود افادیت کا حامل ہے یا مضرت کا؟ اس عنوان سے مکمل جہات کو محیط متعدد نظریات پیش کئے جا چکے ہیں، جو اپنی معتبریت، موزونیت کے اعتبار سے مکمل اور کامل ہیں۔ آج کا ہر رسالہ، اخبار اس بات کی توجیح و تشریح کرتے ملتے ہیں کہ آیا موجودہ مدارس اپنے جلو میں امن کا کارواں رکھتا ہے یا فساد و تباہی کا آتش فشاں، اب تک مجموعی طور پر جو نظریات سامنے آئے ہیں وہ سب کے سب مدارس اسلامیہ کی شبیہ کو متوازن، امن پسند اور قومیت پسند ماننے کی تعبیر ہیں۔

اپنی clarity اور ایمانداری کے باوجود دینی مدارس کے دامن پر، تشدد پسندوں کی جانب سے جو الزام (دینی مدارس دہشت گرد اور امن مخالف ادارے ہیں) لگا ہے وہ واقعی تناظر میں صرف ایک تہمت کی حیثیت رکھتا

نے ہمیں ناشتہ پر مدعو کیا۔ یہ اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر ہوٹل چلاتے ہیں۔ مسجد اقصیٰ سے غالباً قریب ترین ہوٹل یہی ہے۔ اس کی بالائی منزل پر آپ جاییے تو یوں لگے گا کہ گویا آپ مسجد کے صحن میں تشریف فرما ہیں۔ اس منظر سے لطف اندوز ہونے کے لیے بہت سے سیاح ہوٹل کا رخ کرتے ہیں۔ چونکہ ہوٹل فکیل کے اندر احاطہ ہی میں واقع ہے اس لیے ظاہری معیار قانونی اسرار ہوٹلوں جیسا نہیں ہو سکتا ورنہ جب مجھے اس مخلص بھائی کے ہوٹل کا علم ہوا تو میں نے ناظم سفر سے قدرے ناگواری کا اظہار کیا کہ اس کے ہوتے ہوئے آپ نے ہمارے لیے دوسرے ہوٹل کو کیوں ترجیح دی۔ انہوں نے ہوٹل کے معیار کی کمی اور قافلہ میں شامل افراد کے معیار کی اونچائی کو سبب بتا کر مجھے راضی کرنے کی کوشش کی۔ میرے نزدیک فکر و نظر کی ہم آہنگی بڑا معیار ہے۔ بھائی امجد نے کاؤنٹر کے اطراف رکھی ہوئی مشہور علماء کرام علامہ شیخ البانی، علامہ شیخ باز اور علامہ شیخ عثیمین وغیرہ کی کتابیں دکھائیں کہ کاؤنٹر پر لوگ حسابات کی فائلیں رکھتے ہیں اور میں نے

علماء کبار کی کتابیں رکھی ہوئی ہیں۔ یہی میرا قیمتی سرمایہ ہے۔ دراصل علماء سلف سے ان کی محبت اور عقیدت کا جذبہ ہی ہمیں یہاں لے آیا۔ ناشتہ میں شیخ ابو مشہور اور چند معززین مدعو تھے۔ کھانے میں یہاں کا نان جو قدیم روایتی طریقہ کے مطابق آگ پر خاص انداز سے سینک کر تیار کیا جاتا ہے، پیش کیا۔ محبت و اخلاص اور معلومات سے پر یہ محفل کافی دیر تک جھی رہی۔ فلافل، اقصیٰ نان، زیتون اور انار یہاں بطور خاص مشہور ہیں۔ علاقے میں پھل کثرت سے پائے جاتے ہیں، خصوصاً انار اور اس کا جوس۔ آج کچھ وقت چھوٹی ہوئی جگہوں کے وزٹ کے لئے تھا پھر باقی اپنے اپنے انفرادی پروگرام کے لئے۔ میں نے قبة الصخر، مصلیٰ مروانی وغیرہ میں حسب خواہش وقت گزارا، کیونکہ بعض مقامات کی قافلے اور جماعت کے ساتھ دیکھنے میں اور۔ میں نے دونوں طریقوں سے اپنی پیاس بجھائی۔

آج عشاء میں ہم نے کچھ معززین کو اپنے ہاں مدعو کیا تھا۔ مسجد اقصیٰ میں نماز عشاء سے فارغ ہو کر ہوٹل



کے کچھ دیر بعد ہی چیک پوسٹ ہے، اس سے آگے داخلہ اسرائیلی فوج کی اجازت سے ہی ہو سکتا ہے۔ فلسطینیوں کی اکثریت اس سے آگے نہیں جاسکتی۔ اسی لئے بیت لحم میں مختلف فلسطینیوں نے حسرت بھرے لہجے میں کہا کہ آپ لوگ بیرون ملک سے آ کر مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کر سکتے ہیں، لیکن ہم یہیں کے پیدائشی ہیں، یہاں سے مسجد کا فاصلہ تقریباً دس میل کا ہے، لیکن ہم مسجد میں نہیں جاسکتے۔ چیک پوسٹ سے پہلے میں نے اہل قافلہ کو ہدایت کر دی تھی کہ سارے احباب اپنی گفتگو مزید بلند آواز سے جاری رکھیں، چیک پوسٹ پر سیکورٹی کارندے جب بس میں داخل ہوں تو کسی کے چہرے پر کوئی تاثرات نہ آنے

بیت لحم میں مختلف فلسطینیوں نے حسرت بھرے لہجے میں کہا کہ آپ لوگ بیرون ملک سے آ کر مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کر سکتے ہیں، لیکن ہم یہیں کے پیدائشی ہیں، یہاں سے مسجد کا فاصلہ تقریباً دس میل کا ہے، لیکن ہم مسجد میں نہیں جاسکتے۔

پائیں۔ کیونکہ چہرے کے تاثرات کا خمیازہ ہم پہلے بھگت چکے تھے۔ بس جب چیک پوسٹ پر کی تو بند و قیں تانے کارندے داخل ہوئے، لیکن بھلا ہو ہمارے ناظم سفر کا، انہوں نے یہ کہنے کے بجائے کہ اپنے پاسپورٹ دکھائیے، پریشانی کے عالم میں کہا کہ سب کھڑے ہو جائیں، جب ایک بارگی سارے پاسپورٹ ہاتھوں میں لہراتے ہوئے کھڑے ہو گئے تو تلاشی کے لئے آنے والے بھی اس دیوانگی پر اپنی مسکراہٹ کو چھپانہ سکے حالانکہ ان کے ہاں شکریہ، مسکراہٹ اور نرم گفتگو کا رجحان دور دور تک نہیں دکھائی دیتا۔ وہ گاڑی سے اتر گئے۔ ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی، کافی دیر تک احباب قافلہ محفوظ ہوتے رہے کہ اس مرتبہ ناظم کی پریشانی کام آگئی، تلاشی کی رحمت سے سب بچ گئے۔

پیر کی صبح بیت المقدس کے ایک اہم داعی شیخ امجد

مانی اور حال کی دو مختلف بلکہ متضاد تصویروں کو دیکھتے ہوئے ہم یہاں سے بیت لحم روانہ ہوئے۔ راستہ میں ڈرائیور نے ایک بورڈ کے قریب گاڑی روک کر مجھ سے کہا کہ اس نصب کردہ بورڈ کو پڑھیے، اس علاقہ پر فلسطینی قبضہ ہے۔ درج تھا کہ اس علاقہ میں کسی یہودی شخص کا داخل ہونا خطرے سے خالی نہیں یعنی اس پر کوئی بھی فلسطینی کسی بھی طرح کا حملہ کر سکتا ہے۔ ایک طرف یہ عالم تو دوسری طرف قدس کے علاقہ میں جہاں اسرائیلی قبضہ ہے سرکاری بسیں تک دونوں کے لیے علیحدہ ہیں۔ کسی فلسطینی کے لیے اجازت نہیں کہ وہ یہودیوں کے لیے مختص بس میں سوار ہو، بلکہ اسٹیشنوں اور بس اسٹاپ پر تک پولیس سپرہ دیتی ہے کہ کہیں کوئی فلسطینی غلط ارادہ سے تو نہیں آ رہا۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ دونوں حقیقت پسندانہ حل کی طرف آگے بڑھیں!!

مختلف فلسطینی علاقوں سے ہوتے ہوئے ہم بیت لحم پہنچے، یہاں اونچائی پر ایک بڑا چرچ ہے اس کے متعلق دنیا بھر کے نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ سیدنا یسعی علیہ السلام کی پیدائش اسی جگہ ہوئی جبکہ قرآن مجید میں اتنی صراحت ہے کہ سیدہ مریم علیہا السلام بیت المقدس کے مشرقی جانب کہیں تشریف فرما تھیں۔ کسی بھی معتبر دلیل سے چرچ کی جگہ کی نشاندہی نہیں ہوتی لیکن کرمس کے موقع پر کثیر تعداد میں یہاں نصاریٰ جمع ہوتے ہیں۔ مقامی لوگوں کے لیے یہ کمائی کا میزن ہے۔ اسی احاطہ میں واقع مسجد عمرؓ میں ہم نے ظہر اور عصر ادا کی۔ اطراف میں واقع مختلف ریسٹورنٹ میں احباب داخل ہوئے تاکہ کم سے کم وقت میں شکم سیری ہو جائے ورنہ سارا قافلہ ایک ہی ریسٹورنٹ میں داخل ہوتا تو کافی تاخیر ہو جاتی۔ یہاں سے مسجد اقصیٰ تک کا علاقہ سرسبز و شاداب اور پھلدار درختوں سے بھرا پڑا ہے۔ ہماری بس تیار تھی، سوار ہونے

کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک عالم شیخ تیسیر جو مدینہ منورہ میں ہم عصر تھے وہ میرے ساتھ ہو گئے۔ ہم دونوں یہاں کے حالات پر گفتگو کرتے ہوئے ایک نئے راستہ پر چل پڑے کیونکہ وہ مجھے دوسرا راستہ دکھانا چاہتے تھے۔ ہم چلتے ہوئے ایک جگہ پہنچے جہاں وسیع عمارت کے دروازہ پر لکھا تھا الزاویۃ الصندیۃ۔ انہوں نے بتایا کہ شاید کسی زمانہ میں کسی ہندوستانی نے بطور مہمان خانہ یہ وقف کی ہوتا کہ زائرین مسجد کے لیے مہولت ہو سکے جیسے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ہندو پاک کے مختلف متحول مسلمانوں نے مسافر خانے رباطیں بنوائی تھیں۔ اب ان میں سے مکہ مکرمہ میں صرف نظام حیدر آباد دکن کی وقف کردہ عمارت باقی ہے۔ اس سے زائرین بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ باقی توسیعی منصوبہ کی نذر ہو گئیں۔

ہم مشاہدہ کر رہی رہے تھے کہ اتنے میں اسرائیلی فوج کے کچھ فوجی جوان تیزی سے دوڑتے ہوئے آئے اور دو جوانوں کو گرفتار کر کے دونوں کو دیوار سے لگا کر کھڑا کیا۔ ایک فوجی جوان اپنا پاؤں اس کی کمر پر رکھ کر اس کی جامہ تلاشی لے رہا تھا اور دو بندوق تانے دائیں بائیں کھڑے تھے۔ دونوں کے ساتھ سر بازار یہ ہو رہا تھا۔ میں تو گویا سکتے میں

آگیا اس منظر سے۔ میں نے اپنے دوست سے پہلا یہ سوال کیا کہ یہ کیا کریں گے۔ انہوں نے بتایا کہ اگر وہ مطمئن ہو جائیں تو چھوڑ دیں گے، ورنہ گرفتار کر کے لے جائیں گے۔ اگر جو کچھ ان سے کہا جائے اس پر عمل نہ کریں تو یہیں پر ان کی بے دردی سے پٹائی کریں گے یا اس سے آگے کی کارروائی بھی کر سکتے ہیں یعنی گولی۔ میں اس سے زیادہ اس منظر کو دیکھنے کی تاب نہیں رکھتا تھا۔ سر جھکائے آگے بڑھ گیا۔ عشا یہ میں مختلف احباب جمع تھے لیکن کافی دیر تک میرے سامنے وہی منظر تھا۔

منگل ہماری واپسی کا دن تھا۔ نماز فجر کے بعد شیخ یوسف امام نے رفقاء قافلہ کو الوداع کہتے ہوئے ایک پر مغز درس دیا۔ انہیں آج کہیں جانا تھا لہذا الوداعی خطاب اور ملاقات کے بعد وہ روانہ ہو گئے۔ ان کے بعد برادر امجد نے خطاب کیا کہ ہمارے باہمی تعلقات کی نوعیت کیا ہے اور قرآنی حکم ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ کہ اخوت

اسلامی کے عملی تقاضے کیا ہیں، پھر ہم ہوٹل پہنچے، ناشتہ سے فارغ ہو کر سامان کی خبر لی۔ سامان مختصر تھا اس لیے زیادہ توجہ اور محنت نہیں کرنا پڑی، ورنہ سفر سے پہلے یہ ایک کٹھن مرحلہ ہوتا ہے۔ کبھی سامان کی منت کی جاتی ہے تو کبھی بکس کی سماجت۔ اگرچہ ہمارا جہاز مغرب بعد تھا لیکن ہمیں ظہر پڑھتے ہی ایئر پورٹ کے لیے روانہ ہونا تھا کیونکہ راستہ میں ایک چیک پوسٹ پر طویل انتظار کرنا ہوتا ہے نیز ایئر پورٹ کے اضافی تفتیشی مراحل کے لیے وقت درکار ہوتا ہے۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ سامان ظہر سے پہلے ہی بس میں رکھ دیا جائے تاکہ نماز کے فوراً بعد روانگی عمل میں آسکے۔ ہمارے لیے مسجد اقصیٰ میں مزید ایک نماز کا موقع باغینیت تھا۔ جب ہم مسجد پہنچے تو کچھ فلسطینی احباب الوداعی ملاقات کے لیے جمع تھے، ان کی محبتوں اور دعاؤں کی سوغات لیے ہم نے مسجد کے درو دیوار پر الوداعی نظر ڈالی اور ہوٹل واپس ہوئے۔ بس میں سامان رکھا جا چکا تھا۔ کچھ فلسطینی بچے جو خاندانی افراد کی طرح

ہماری بس پولیس گاڑی کی نگرانی میں ایئر پورٹ پہنچی۔ پولیس کے چاق و چوبند جوان بندوقیں تانے پوزیشن سنبھالے کھڑے ہو گئے پھر ہمیں اترنے کی اجازت دی گئی۔ بھلا اس پر ہیبت ماحول میں ایئر پورٹ کے بجائے ہم کہاں بھاگ سکتے تھے۔

شروع سے قافلہ کے ساتھ ساتھ تھے انہوں نے سامان رکھنے میں بڑی مدد کی۔ بس میں سوار ہوتے ہوئے ان پھولوں جیسے بچوں کی حسرت بھری آنکھوں پر نظر پڑی تو ضبط کا یارا نہ رہا۔ بوجھل قدموں سے آگے بڑھا۔ اپنی نشست سنبھالتے ہی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ بیت المقدس کی فصیل پر جس اشتیاق سے آتے ہوئے نظریں تھیں اس شوق سے رخصت ہو رہے تھے۔ راستے میں مقام لد پر چیک پوسٹ واقع ہے۔ وہاں بس روک کر آگے بڑھنے کی اجازت لی جاتی ہے، یہ عربوں اور مسلمانوں کے لیے عنایت خاص ہے ورنہ دوسری گاڑیاں تیزی سے آگے بڑھ رہی تھیں۔ ڈرائیور آفس میں گیا، ضروری کارروائی کے بعد دوسرے جوان آئے، انہوں نے بس میں سوار افراد کا جائزہ لیا۔ جب انہیں یقین ہو گیا کہ سارے مسافر ہی ہیں۔ آگے جانے کی اجازت اس طرح ملی کہ ایک مسلح گاڑی ہمارے آگے گئی۔ ڈرائیور کو حکم تھا کہ

اس کے پیچھے اپنی گاڑی چلائے۔ یہ کوئی وی آئی پی پروٹوکول نہیں کہ یہاں کوئی اونچا عہدہ یا اعلیٰ منصب مل گیا ہو کہ ہم مسلح گاڑی اور پولیس جوانوں کے جھرمٹ میں چلیں، بلکہ یہ اسرائیلی سیکورٹی خدشات کی نشانی تھی۔ جب ہم یہاں مقام لد سے گزر رہے ہیں تو آئیے اس کے متعلق بھی کچھ تذکرہ ہو جائے۔ یہ وہی جگہ ہے جب دجال اپنی پوری قوت سے شرانگیزی اور زمین کو فتنہ و فساد سے بھر رہا ہوگا۔ عین اس وقت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق میں ہوگا۔ وہ دجال کا تعاقب کرتے ہوئے اسی جگہ پر اسے قتل کریں گے۔ [فیصلہ حتیٰ یدرک باب لد فیقتلہ]

اسرائیل کا ہوائی اڈہ ہمیں پر واقع ہے اور جب رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی اس وقت یہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ یوں قیامت کی نشانیاں بڑی تیزی سے سامنے آرہی ہیں۔ شام، اردن، بیت المقدس، جبل زیتون سب تقریباً ایک ہی پٹی پر ہیں گویا اسٹج تیزی سے تیار ہو رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا بیت المقدس کے متعلق ارشاد گرامی بھی اس موقع پر پیش نظر رہے کہ ﴿هو ارض المحشر والنشر﴾ (ابن ماجہ)

ہماری بس پولیس گاڑی کی نگرانی میں ایئر پورٹ پہنچی۔ پولیس کے چاق و چوبند جوان بندوقیں تانے پوزیشن سنبھالے کھڑے ہو گئے پھر ہمیں اترنے کی اجازت دی گئی۔ بھلا اس پر ہیبت ماحول میں ایئر پورٹ کے بجائے ہم کہاں بھاگ سکتے تھے۔ اندر داخل ہوئے تو عام مسافروں کی لائن کی بجائے ہمیں علیحدہ لائن میں انتظار کرنے کا حکم دیا گیا۔ قافلہ میں اہلیہ سمیت دو تین خواتین چروں پر نقاب ڈالے ہوئی تھیں۔ سیکورٹی پر مامور ایک خاتون نے انہیں آگے بلایا، یہ دیکھ کر سب کی ہائے ٹپکی کہ نقاب پر مصیبت آئی۔ پھر کہا گیا کہ ان کے ساتھ ان کے مرد بھی آگے آئیں۔ ہم سے سوال کیا گیا کہ تمہارے سامان میں کوئی ممنوعہ چیز تو نہیں؟ ظاہر ہے ہمارا جواب نفی میں تھا۔ سب کو احترام کے ساتھ اندر جانے کی اجازت دے دی گئی۔ فوری میرے ذہن میں حجاب کے متعلق قرآنی آیت آئی کہ اس سے معزز خواتین پہچانی جائیں گی اور انہیں تکلیف نہیں دی جائے گی ﴿ذٰلِكَ اَدْنٰی

تک ہماری معیشت کو تباہ کن نقصانات پہنچا چکی ہے۔ ہم نے بحیثیت قوم اس جنگ میں جو قربانیاں دی ہیں انہیں ضائع ہونے سے اسی صورت میں بچایا جاسکتا ہے جب ہم دہشت گردی کے خلاف جنگ کو کامیابی کے ساتھ اپنے انجام کو پہنچائیں۔

بدقسمتی سے دہشت گردی کے عفریت کو پورے طور پر سمجھا نہیں جا رہا۔ دہشت گرد واردات کرنے میں بھی کامیاب ہیں اور پھر اس واردات سے وہ جو مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں ہمارے اپنے لوگ ان مقاصد کو پورا بھی کر رہے ہیں۔ گذشتہ 20 سالوں میں ملک بھر میں ہونے والے دہشت گردی کے آن گنت واقعات کے بعد اب ہماری یہ کنفیوژن دور ہو جانی چاہیے تھی کہ دہشت گردوں کے مقاصد اور ان کا ایجنڈہ کیا ہے؟ یعنی دہشت گرد ہمارے ملک کے دشمن ہیں، ہماری قوم کے دشمن ہیں، ہمارے اداروں کے دشمن ہیں۔ ان کا ہدف ملکی سالمیت کو نقصان پہنچانا، ملکی مفادات کو نقصان پہنچانا،

دنیا بھر میں پاکستان اور پاکستانیوں کو بدنام کرنا، ملکی معیشت کو تباہ کرنا، پاکستانیوں کے اخلاق اور رویوں کو خراب کرنا، ملک میں افراطی و غریبی کو غیر یقینی صورتحال پیدا کرنا، لوگوں کو عدم تحفظ میں مبتلا کرنا، ملکی اداروں اور محکموں کو

ہنگامی حالات سے دوچار رکھنا وغیرہ ہے۔ یہ دہشت گرد کسی خاص مذہب، کسی خاص فرقے، کسی خاص نسلی یا لسانی گروہ کے خلاف نہیں بلکہ یہ ملک و قوم کے خلاف ہیں۔ اسی طرح ان کا اپنا تعلق بھی کسی خاص فرقے سے نہیں کیونکہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کے مدارس بورڈز کے سربراہ، مستند علماء اور مذہبی جماعتیں انکی کاروائیوں کی مذمت کرتی ہیں۔

جو عناصر سانحہ سیون کی آڑ میں فرقہ وارانہ سیاست چکانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ دراصل دہشت گردوں کے ایجنڈے کی تکمیل کر رہے ہیں۔ دہشت گرد تو چاہتے ہی یہ ہیں کہ انکی کاروائیوں کے نتیجے میں فرقہ واریت بڑھے، نفرتیں اور تعصبات فروغ پائیں۔ ملکی میڈیا کے مخصوص عناصر بھی کھل کر اس تاثر کو تقویت دے رہے ہیں کہ دہشت گرد کسی خاص فرقے سے تعلق رکھتے ہیں اور سیون میں انہوں نے اپنے مخالف فرقے کو نشانہ بنایا۔

دہشت گردی اسباب ختم کرنا ہوں گے

ایجنڈہ چلا رہے ہیں وہ دوسروں کی زبان بول رہے ہیں۔ عدم برداشت، نفرت، تعصبات اور افراطی و غریبی بڑھانے کا سبب بن رہے ہیں، ان کے گرد بھی ٹکجھ کسنے کی ضرورت ہے۔ مذہب اور دانشوری کے لبادے میں تعصبات کا کاروبار کرنے والوں کی آزادی پر بھی قدغن لگانے کی ضرورت ہے۔ اُن لبرل انتہا پسندوں کی سرگرمیوں کو بھی قومی مفاد کے دائرے میں لانے کی ضرورت ہے جن کی سرگرمیاں اسلامی انتہا پسندی میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔ ملکی میڈیا کو ملکی مفاد اور اسلامی اقدار کے منافی چلنے سے باز رکھنے کی ضرورت ہے۔“

جنرل (ر) راجیل شریف نے فوجی کمان کی تبدیلی کے موقع پر جو اپنی آخری تقریر کی اس میں انہوں نے واضح کیا تھا کہ ”سیکورٹی کے پیچیدہ حالات اور درپیش چیلنجز ابھی ختم نہیں ہوئے۔“ دہشت گردی کی سنگین وارداتوں کی تازہ لہر نے ایک مرتبہ پھر نیشنل ایکشن پلان پر اس کی روح کے مطابق عملدرآمد کو یقینی بنانے کی اہمیت کو اجاگر کر دیا ہے۔ راقم نے 2 دسمبر 2016ء کو جنرل (ر) راجیل شریف کی رخصتی کے موقع پر اپنے کالم میں لکھا تھا کہ ”جنرل (ر) راجیل شریف کا سفر تمام ہو گیا لیکن دہشت گردی کے خلاف ہماری جنگ ابھی ادھوری ہے۔“

اُن لبرل انتہا پسندوں کی سرگرمیوں کو بھی قومی مفاد کے دائرے میں لانے کی ضرورت ہے جن کی سرگرمیاں اسلامی انتہا پسندی میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔ ملکی میڈیا کو ملکی مفاد اور اسلامی اقدار کے منافی چلنے سے باز رکھنے کی ضرورت ہے۔

یہ اس وقت کی تحریر ہے جب ملک میں دہشت گردی کے واقعات رکے ہوئے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دہشت گردی کا جن قابو میں آچکا ہے۔ لیکن یہ بات پالیسی سازوں کو سمجھ لینی چاہیے کہ جب تک بیماری کے اسباب ختم نہیں ہو جاتے، بیماری کی علامات ختم کر دینے سے بیماری ختم نہیں ہو جاتی۔ گذشتہ ہفتے دو دنوں ملک کے چاروں صوبوں میں ہونے والے دہشت گردی کے بڑے واقعات حکومت اور سکیورٹی اداروں کو دہشت گردی کے خلاف قومی جنگ کا از سر نو تجربہ کرنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ نیشنل ایکشن پلان کی روح دہشت گردی کو اس کے اسباب اور اس کے سہولت کاروں سمیت ختم کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ہمارے فوجی جوان لا تعداد قربانیاں دے چکے اور مسلسل دے رہے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں ہمارے بے گناہ عوام اس جنگ کی نذر ہو چکے ہیں۔ یہ جنگ اب

راجیل شریف کے دور میں کی یہ رہی کہ اس جنگ کی فکری نوعیت کا پوری طرح ادراک نہیں کیا گیا۔ پاکستانی معاشرہ عدم برداشت، انتہا پسندی، فرقہ واریت اور تعصبات کا پوری طرح شکار ہے۔ یہ ماحول دہشت گردی اور دہشت گردوں کے لئے انتہائی سازگار ہے جب تک ماحول سازگار رہے گا دہشت گرد بننے رہیں گے۔ برداشت، رواداری، فرقہ وارانہ ہم آہنگی، باہمی اخوت اور محبتوں کا فروغ یہ سب ایک فکری ضرب عضب کا تقاضا کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے مساجد و مدارس سے لے کر تمام تعلیمی اداروں اور پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا تک اصلاحات لانے کی ضرورت ہے۔ اُن اسباب کو ختم کرنے کی ضرورت ہے جو فرقہ واریت اور نسلی و لسانی تعصبات بڑھانے کا سبب بنتے ہیں۔ سیاسی و مذہبی جماعتوں اور مختلف فرقوں کے کردار کا جائزہ لے کر ان کا قبلہ درست کرنے کی ضرورت ہے۔ میڈیا میں بیٹھ کر جو لوگ بیرونی

قبضہ مافیا

اور شرعی وعید

جناب مولانا امیر افضل اعوان

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان اپنے آپ کو ڈھلتے دیکھتا ہے، خود اپنے ہاتھوں سے اپنے پیاروں کو سپرد خاک کرتا، یہاں تک کہ اپنی آنکھوں سے بڑے بڑے حکمرانوں اور صاحب اقتدار و اختیار افراد کو خس و خاشاک میں ملتے بھی دیکھتا ہے۔ عروج و زوال کے مدو جزر بھی اس کے تجربہ و مشاہدہ میں آتے ہیں مگر اسباب دنیا اور اموال دنیا کے حوالہ سے اس کی طمع، ہوس و حرص کم نہیں ہوتی۔ اسی لالچ و فریب کے چکر میں بسا اوقات انسان ان حدود سے بھی تجاوز کر جاتا ہے جو کہ خالق کائنات نے اس کی ہی بہتری کے لئے مقرر فرمائی ہیں۔ معاشرہ میں

کمزور شخص کے پاس ہوں جو قانونی و معاشرتی لحاظ سے قبضہ مافیا کے مقابلہ کی سکت و جرأت نہ رکھتا ہو۔ اسلامی تعلیمات کے مطالعہ سے بخوبی علم ہوتا ہے کہ یہاں کسی بھی شخص کی ملکیت میں موجود کسی بھی چیز کو دھوکہ، دھونس، دھاندلی یا کسی اقتدار و اختیار کے باعث ہتھیانا، چرانا یا اس پر تسلط جمانا کسی بھی صورت درست نہیں۔ اس حوالہ سے ایک حدیث مبارکہ میں مذکور ہے سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے اور چند لوگوں کے درمیان ایک زمین کے بارے میں جھگڑا تھا تو سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سیدہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”جس نے بالشت برابر زمین پر بھی ناحق قبضہ کیا تو (قیامت کے دن) اس کی گردن میں سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔“ (صحیح بخاری)

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ہم طاقت و دولت اور عہدہ و اختیار کو استعمال کرتے ہوئے دوسروں کی جائیداد یا مکان وزمین پر تسلط جمالیتے ہیں۔ عدالتوں میں اس حوالہ سے زیر سماعت

عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے ابوسلمہ! زمین سے بچو کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”جس نے بالشت برابر زمین پر بھی ناحق قبضہ کیا تو (قیامت کے دن) اس کی گردن میں سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔“ (صحیح بخاری)

توجہ فرمائیے کہ اس حدیث مبارکہ میں کسی کی زمین ہتھیانے کو کس قدر گناہ کا کام اور باعث عذاب بتایا گیا ہے کہ اگر بالشت بھر زمین بھی ناحق قبضہ میں لے لی تو روز محشر اس غاصب و قابض کے گلے میں سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔ سوچئے کہ اس وقت گلے میں ڈالے گئے طوق کے باعث اس گنہگار کی حالت زار کیا ہوگی، اس باب میں متعدد روایات موجود ہیں اور اس حوالہ سے کوئی ابہام باقی نہیں کہ کسی شخص کی ملکیتی شے یا اراضی پر حق ملکیت ظاہر کرنا یا غاصبانہ قبضہ کرنا شرعی طور پر کسی بھی

ہزاروں بلکہ لاکھوں مقدمات اس امر کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ جرموں، پچائیوں اور پینٹھکوں میں زیر بحث آنے والے اسی نوع کی معاملات بھی اس امر کے شاہد ہیں کہ معاشرہ میں یہ روش بہت عام ہو چکی ہے اور قبضہ گردپ باقاعدہ مافیا کی شکل اختیار کر کے ہر طرف پنچے گاڑے ہوئے ہے۔ جلساڑی اس قدر عام ہو چکی ہے کہ ایک پلاٹ کئی کئی بار فروخت ہوتا ہے۔ قانونی پیچیدگیوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جعلی رجسٹریاں اور انتقال کروا کر جائیداد کے مالک کے علم میں لائے بغیر اس کی جائیداد فروخت کردی جاتی ہے اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوتی۔ اس حوالہ سے یہ بھی سامنے آیا ہے کہ یہ قبضہ مافیا مستقل بنیادوں پر سرگرم عمل ہے۔ یہ مفاد پرست عناصر ایسے پلاٹ تلاش کرتے ہیں جو تنازعہ ہوں یا ان کا مالک کسی مصروفیت یا وجہ کی بنا پر پلاٹ پر نہ آتا ہو یا پھر اس اراضی کی ملکیت کے حقوق مالی و معاشرتی لحاظ سے کسی

صورت جائز نہ ہے مگر اس کے باوجود معاشرہ میں یہ روش ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتی جا رہی ہے۔ خوفِ خدا یا اس جرم کی سنگینی کا احساس ہی ختم ہو چکا ہے۔

دنیا میں دھوکہ، فراڈ، جھوٹ یا جلساڑی سے کسی کی اراضی ہتھیانے کے حوالہ سے ایک حدیث پاک میں منقول ہے کہ سیدنا علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

ایک آدمی حضر موت کا اور ایک آدمی کندہ کا دونوں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے حضرت نے کہا اے اللہ کے رسول! اس آدمی نے میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے جو کہ مجھے میرے باپ سے ملی تھی، کندی نے کہا کہ یہ زمین میری ہے میں اس میں کاشت کرتا ہوں اس زمین میں اس کا کوئی حق نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت سے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ اس نے کہا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اس سے قسم لے لے۔ اس

حضرت نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہ آدمی فاجر ہے جھوٹی قسم کھانے میں بھی کوئی پروا نہیں کرے گا اور کسی چیز سے پرہیز بھی نہیں کرے گا اور ہر طرح اپنی بات منوانے کی کوشش کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اب تیرے لئے اس کی قسم کے علاوہ کوئی چارہ نہیں پھر وہ آدمی قسم کھانے چلا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی پشت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس نے دوسرے کا مال غلاما مارنے کی خاطر قسم کھائی تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس سے اعراض کرے گا بوجہ ناراضگی اس پر متوجہ نہ ہوگا۔“ (صحیح مسلم)

یہاں وضاحت کردی گئی کہ اگر آپ جھوٹی قسم کھا کر یا دھوکہ دہی سے کسی کی زمین ہتھیائیں تو اس کے بعد کا وبال کس قدر شدید ہے۔ ایک تو آپ کے گلے میں سات زمینوں کا طوق بنا کر ڈالا جائے گا اور جھوٹی قسم کھانے پر اللہ پاک اس کی جانب متوجہ بھی نہیں ہوگا تو غور فرمائیے کہ روز محشر تو اللہ پاک کے سوا کوئی آسرا، سہارا ہی نہ ہوگا تو ایسے عالم میں کہاں جائے پناہ میسر آئے گی۔ عصر حاضر میں چھینا چھنی، لوٹ مار اور ایک

منزل کی تمنا ہے تو کر جہد مسلسل..... خیرات میں جہد و دستار نہیں ملتے

بٹ صاحب کا اصرار غالب رہا تو نماز کے بعد قائد پنجاب نے مختصر مگر انتہائی جچی تلی تنظیمی گفتگو کی جس میں جماعتی وابستگی اور استحکام کو درس تھا۔ انہوں نے سینئر نائب ناظم اعلیٰ مولانا محمد نعیم بٹ کی تنظیمی خدمات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ بچپن سے جماعت سے وابستہ ہیں مسلک اور قیادت سے والہانہ محبت کرتے ہوئے کبھی بھی ان کے پایہ استقلال میں ذرہ برابر جنبش نہیں آئی۔ ہمیں آج بھی عہد کرنا ہوگا کہ مسلک اہل حدیث اور اپنی قیادت سے وفا کریں گے۔ دعا کبھی نہیں کریں گے۔ میاں صاحب کے پر جوش پر مغز خطاب پر عوام و خواص نے علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب کی ادارت اور ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب کی نظامت پر بھرپور اعتماد کا یقین دلایا۔ قائد پنجاب کی رقت آمیز دعا پر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام کی کامیابی تشکر اور ینمٹ میں مولانا ظفر عباس سینئر نائب ناظم ضلع قصور ضلع خلیل الرحمن قاتب ناظم تنظیمات ضلع قصور مولانا عبداللہ زمان نائب ناظم خدمت خلق محمد سرور بھٹی ناظم تحصیل پتکی قاری محمد احمد میو سینئر نائب ناظم تحصیل پتکی۔ حافظ مسعود بلال لیاقت علی راشد اور دیگر احباب نے بھرپور حصہ لیا۔

.....

یاد و فرنگان

بقیہ

اور صعوبتوں کا بہت کم احساس ہوتا۔ پھر جب شاہ جی مولانا سلفی کی پر لطف اور دلچسپ بات چیت پر حاشیہ آرائی کرتے اور آغا شورش اس پر طبع آزمائی کرتے تو محفل کشت زعفران میں بدل جاتی۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کے سوانح حیات لکھتے ہوئے مکرری حافظ شاہد محمود علی نے ان کے بارے میں ایک رباعی خوب لکھی ہے۔

دین و دانش کا مرقع آدمی کے روپ میں

اس طرح بن کر اٹھا تھا پاسانی کے لیے

جس طرح سے گلستان میں طائر خوشنما

چھپاتے ہیں صبا کی میزبانی کے لیے

.....

سینئر نائب ناظم اعلیٰ مولانا محمد نعیم بٹ قصور میں

جب سے مولانا محمد نعیم بٹ نے سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی ذمہ داری سنبھالی ہے اپنی سابقہ روایت کو قائم رکھتے ہوئے ملک بھر میں ضلعی شہری تحصیل سطح پر دورہ جات کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جس سے مرکز اور مقامی جماعتوں کا رابطہ باضابطہ مضبوط تر ہو رہا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قاری محمد صدیق شاکر صاحب ناظم ضلع قصور نے سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزی سے ۱۰ فروری کے خطبہ جمعہ المبارک کا ناظم لیا۔ آپ کی تشریف آوری پر مقامی جماعت نے بھرپور استقبال کیا۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث و اہل حدیث یوتھ فورس کے جھنڈے ہاتھوں میں لیے ڈھیر ساری پھول چیتاں مہمان خصوصی پر نچھاور کیں اور فلک شگاف نعرے بلند کر رہے تھے۔ اہلاد و سہلا و مرحبا۔ اہل حدیث کے دو اصول الطیحا اللہ و الطیحا الرسول۔ اہل حدیث کی آواز کتاب سنت کا نفاذ۔ تیسرا امیر میرا امیر ساجد میر ساجد میر۔ محسن جماعت ڈاکٹر حافظ عبدالکریم زندہ باد۔ ہمت والا جرات والا ناظم اعلیٰ ناظم اعلیٰ۔ ترجمان حق مولانا محمد نعیم بٹ زندہ باد۔ اتنے میں مولانا محمد نعیم بٹ جامعہ محمدیہ میں داخل ہوئے توڑی دیر بعد خطبہ جمعہ کا آغاز ہوا۔ جامعہ محمدیہ اپنی وسعت کے باوجود تنگی دلمان کی شکایت کر رہا تھا۔ ایک جم غفیر خطبہ سے مستفید اور سرور ہو رہا تھا۔ کمال انداز میں بٹ صاحب دنیا و آخرت سنوارنے کا طریقہ و انداز بیان کر رہے تھے۔ اصلاح معاشرہ پر زور دیتے ہوئے انہوں نے اپنا اپنا کردار نبھانے کی تلقین کی۔ اس معاملے میں انفرادی اور اجتماعی طور پر کرنے کے کام بتلائے ساتھ ساتھ سیاست دانوں اور حکمرانوں کے فرائض پر بھی روشنی ڈالی اور جماعتی تنظیمی امور بھی شج کرتے رہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی منزل اور مدعا بطریق احسن پیش کیا۔ خطبہ جمعہ قرآنی آیات احادیث مبارکہ اور موقع کی مناسبت سے بروقت اشعار سے مزین تھا۔ ہر لحاظ سے خطبہ انتہائی مؤثر اور راہنما رہا۔ چونکہ علاقہ کی معروف شخصیت قائد پنجاب الحاج میاں محمود عباس صاحب بھی دوران خطبہ تشریف لا چکے تھے۔ نماز جمعہ کی امامت کے لیے بٹ صاحب نے انہیں دعوت دی۔ میاں صاحب کے انکار پر

دوسرے کے حقوق غصب کرنے کی روایت تیزی سے پردان چڑھتی نظر آرہی ہے۔ اکثر اوقات یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ مکان، دکان یا کسی بھی شکل میں موجود جائیداد اس کے مالک کی مرضی سے کرایہ پر حاصل کرتے ہیں مگر اس کے بعد قانونی موٹو گانیوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس پر تسلط جمالیاتے ہیں۔ جائیداد کا مالک کچھ عرصہ قابض شخص کی منت ساجت کرتا ہے، معاشرہ میں نام و مقام رکھنے والے افراد کو دادرسی کی سفارش کی جاتی ہے، جرمہ یا چٹا پت کا مرحلہ درمیان میں آتا ہے اور ان تمام مراحل میں ہی ایک طویل عرصہ گزر جاتا ہے جس کی داستان اس سے بھی زیادہ طویل ہوتی ہے۔ اس کے بعد بھی اگر بات نہ بنے تو عدالتی مرحلہ درپیش ہوتا ہے اور اس کے لئے بھی آپ کی مالی حیثیت مرکزی اہمیت کی حامل ہے کیوں کہ مالی طور پر بد حالی کا شکار کوئی شخص یہ مراحل طے ہی نہیں کر سکتا۔ ہمارے معاشرہ میں اگر کسی شخص کے جائیداد پر قابض ہونے کی صورت میں آپ سیدھے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں تب بھی دیوانی مقدمات کے فیصلوں میں ایک عمر گزر جاتی ہے اور پھر یہاں سول کورٹ سے سیشن کورٹ اور سیشن کورٹ سے ہائی کورٹ اور اس کے بعد سپریم کورٹ تک کے مراحل میں دوسری سے تیسری نسل تک بات جا پہنچتی ہے۔ اس تمام عرصہ میں جائیداد کا مالک بے پناہ مسائل، مشکلات و پریشانیوں سے دوچار ہوتا ہے جب کہ جائیداد پر قابض شخص کے لئے کوئی خاص پریشانی نہیں ہوتی۔ بلاشبہ ان چور دروازوں اور قانونی پیچیدگیوں سے فائدہ اٹھا کر ہم دنیاوی طور پر مالی مفادات تو ضرور حاصل کر لیتے ہیں مگر بحیثیت مسلمان اگر اس عمل قبیح پر غور کیا جائے تو بخوبی علم ہوتا ہے کہ یہ سراسر خسارے کا سودا ہے کہ جس میں بظاہر تو آپ فائدہ میں ہی ہیں مگر اس کا وبال دونوں جہانوں میں آپ کا مقدر بن جائے گا۔ یہ بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ اگر ہمارا خالق و مالک ہی اس عمل پر ہم سے ناراض ہو جائے اور روز قیامت ہم پر رحم و کرم کی نگاہ نہ کرے بلکہ رخ پھیرتے ہوئے ہمارے گلے میں سات زمینوں کے برابر طوق ڈال دیا جائے تو ہمارا حال کیا گا اور رب کائنات کی بارگاہ میں کون سا ذریعہ یا سفارش میسر آئے گی۔

.....

علمی وقار اور خود داری کی یہ کیفیت تھی کہ ایک مرتبہ فیصل آباد دھوبی گھاٹ میں شبان اہل حدیث کے زیر اہتمام سالانہ کانفرنس میں مولانا سے وعدہ لیا گیا۔ اس زمانے میں یہ رواج تھا کہ علمائے کرام کو مٹی آرڈر کے ذریعے پیشگی کرایہ بھجوایا جاتا تھا۔ میں نے پندرہ روپے مولانا کی خدمت میں مٹی آرڈر کیے جبکہ فیصل آباد سے گوجرانوالہ کا کرایہ چار روپے لگتا تھا۔ مولانا نے مٹی آرڈر واپس بھیج دیا اور لکھا ”مجھے پیشگی کرایہ وصول کرنے کی عادت نہیں، بشرط صحت و زندگی حاضر ہو جاؤں گا۔“ چنانچہ مولانا تشریف لائے اور دیے ہوئے موضوع ”سیرت النبی ﷺ“ پر اظہار خیال فرمایا۔

تقسیم ملک کے بعد ۱۹۵۸ء تک مسلم لیگ کی حکومت رہی، ۱۹۵۷ء میں حکومتی سطح پر صد سالہ آزادی کا جشن منایا گیا۔ ۱۸۵۷ء جنگی آزادی میں مجاہدین کی قربانیوں اور انگریز کو ہندوستان سے نکالنے کی کاوشوں کے تذکرے جگہ جگہ بیان کیے جا رہے تھے۔

ہم نے بھی شبان اہل حدیث کے زیر انتظام چوک گھنڈہ گھر میں جلسے کا پروگرام بنایا، مولانا محمد صدیق کی صدارت تھی اور مقررین میں حضرت مولانا محمد اسماعیل سلمیٰ اور حضرت مولانا عبدالحجید سوہدروی تھے۔ پہلے مولانا

سوہدروی نے اپنے خصوصی انداز فکر و نظر سے خطاب فرمایا اور اسلامی زندگی گزارنے کے دینی و دنیوی فوائد ذکر فرمائے۔ بعد میں حضرت مولانا محمد اسماعیل سلمیٰ نے اپنے دلنشین اور فصیح و بلیغ خطاب سے ۱۸۵۷ء کے حالات پر آشوب علمائے حق کی قید و بند کی صعوبتیں علمائے صادق پور کے اس راہ آزادی میں مصائب و ابتلائیں اور کالے پانی کی اہل حدیث علماء کو سنگین سزاؤں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انہی جاننازوں اور مجاہدین کی قربانیوں کا ایک تسلسل تھا جس کے نتیجے میں پاکستان وجود میں آیا۔ لیکن افسوس کہ انگریز تو چلا گیا لیکن اس کی معنوی اولاد ہم پر حکومت کر رہی ہے۔ ملک کو اصل بنیاد کی طرف لے جانے کے لیے ضروری ہوگا کہ قرارداد مقاصد کے مطابق تمام قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالا جائے اور ایک اسلامی معاشرہ قائم کر کے دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کو ایک نمونہ کے طور پر عالم اسلام کے



جواہات دیئے۔ مظفر آباد سے واپسی پر راولپنڈی کی مرکزی مسجد جامع مسجد روڈ میں جلسے کا انتظام تھا جس میں دیگر علمائے کرام اور مولانا نے خاص طور پر مسلک اہل حدیث کے زیر عنوان پر مغز خطاب فرمایا۔

اسی طرح ایک اہم سفر مولانا کی قیادت میں جس میں میاں فضل حق، مولانا محمد شریف اشرف، مولانا حافظ محمد ابراہیم کیر پوری اور مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری آف یورپوالہ بھی تھے۔ خوشاب اور ایم ایم روڈ پر منکیرہ بمکراور لیہ مظفر گڑھ سے ملتان تک کا لمبا سفر ہے جو ہم نے طے کیا۔ ہر مقام پر جلسوں سے خطاب بھی ان

ان سطور کے راقم کو مولانا ممدوح کی قیادت میں چند ایک تنظیمی و تبلیغی سفر کرنے کی سعادت رہی ہے جن میں سے ایک سفر مظفر آباد آزاد کشمیر کی سالانہ کانفرنس میں شرکت کا بھی ہے۔ مولانا کے ساتھ دوسرے ہم سفر علمائے گرامی قدر حافظ محمد اسماعیل ذبیح، حافظ عبدالحق صدیقی، میاں فضل حق، مولانا عبدالعزیز حنیف، مولانا سید حبیب الرحمن شاہ، مولانا محمد عبداللہ مظفر گڑھی خطیب صدر راولپنڈی اور مولانا محمد صدیق فیصل آبادی بیٹھ شامل تھے۔

راولپنڈی کے کاروباری حضرات میں سے غالباً چوہدری محمد یعقوب امیر جمعیت راولپنڈی اور حاجی محمد شفیع بیٹھ بھی ہمراہ تھے۔ ہمارے میزبان حضرت مولانا محمد یونس اثری امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر اور ان

حضرات علماء نے فرمایا اور تنظیمیں بھی قائم کیں۔ بعض راستے میں آنے والے چھوٹے چھوٹے قصبات چوک اعظم وغیرہ میں مساجد کی بنیادیں بھی رکھیں جنہیں میاں فضل حق نے مالی تعاون بھی عطا کیا۔ ان پروگراموں میں بمکراور لیہ باغ کا عظیم الشان بعد نماز عشاء کا جلسہ سجد کامیاب اور پربونتی تھا۔

مولانا محمد اسماعیل سلمیٰ علم و عمل کی بلندیوں کے باوجود نہایت متواضع، سادہ اور شکستہ طبیعت کے مالک تھے۔ گاہے گاہے لطائف و ظرائف اور خوش طبعی سے بھی ساتھیوں کو محفوظ فرماتے۔ دوران سفر کوئی عربی کتاب بھی ساتھ رکھتے اور وقتاً فوقتاً اس کا مطالعہ کرتے، خوراک سجد تھوڑی کھاتے، میزبان کے مجبور کرنے پر فرماتے کہ ”پیٹ کے معاملے میں مجھے آزاد رہنے دیجئے“ اگر آپ کی مخالفت میں کسی کی بات بتائی جاتی تو فرماتے کہ ”اللہ تعالیٰ نے یہ لوگ میرے دھوبی رکھے ہوئے ہیں۔“

کے رفقاء علمائے کرام اور کارکنان تھے۔ تین روزہ (جمعہ ہفتہ اتوار) کانفرنس میں خطبہ جمعہ مولانا محمد اسماعیل سلمیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اتوار کے روز ظہر سے قبل مولانا کا خصوصی خطاب پریس کلب میں ”اسلام اور سوشلزم“ کے موضوع پر رکھا گیا۔ اغلب خیال ہے کہ یہ پروگرام ۱۹۷۰ء کے مارچ میں تھا جبکہ سٹر بھٹو ملکی سیاست پر چھائے ہوئے تھے اور سوشلزم کے نام پر اور روٹی کپڑا کے نام پر عوام کو فریب دیتے ہوئے ملک کے دورے کر رہے تھے۔ مولانا علیہ الرحمہ نے اپنے خطاب میں اسلام کے نظام حیات خصوصاً معاشیات کو انتہائی فصیح انداز میں بیان فرمایا۔ حاضرین میں پریس نمائندگان کے علاوہ شہر کے پڑھے لکھے طبقات و کلاء، پروفیسر اور دانشور عام مکاتب فکر کے علماء کی بھاری تعداد موجود تھی جنہوں نے مولانا سے پروگرام کے بعد سوالات بھی کیے جن کے مولانا نے بڑی خوبصورتی و احسن انداز سے اطمینان بخش

سامنے لایا جائے۔

ایک دفعہ آپ نے مولانا محمد صدیق کی دعوت پر مرکزی جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ مولانا محمد صدیق نے ان کے حکم پر گوجرانوالہ چوک بنائیں میں مولانا کی مسجد میں خطبہ دیا۔ مولانا نے اپنی روئین کے مطابق سوا ایک بجے خطبہ ختم کیا اور دوسرے خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھ گئے۔ ایک نماز نے عرض کیا کہ حضرت! مولانا محمد صدیق تو ڈھائی بجے جمعہ پڑھاتے ہیں آپ ابھی بیٹھ گئے؟ مولانا نے فرمایا: ”وہ جمعہ نہیں پڑھاتے بلکہ جمعہ کا جنازہ پڑھاتے ہیں میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا ہے۔“

مولانا کی تحریر بھی اور تقریر بھی فصاحت و بلاغت کی بلندیوں کو چھوتی تھی۔ بہت سی چھوٹی بڑی تصانیف ان کے زور قلم اور خطابت و تقاریر ان کے زور بیان اور دلنشین و شیریں کلامی کی آئینہ دار ہیں۔ مولانا حافظ محمد

اسماعیل روپڑی نے یہ واقعہ سنایا کہ مسلمانوں کا عالمی سطح کا کوئی اہم مسئلہ تھا جس کے لیے دہلی میں ایک کنونشن منعقد کیا گیا یہ تقسیم ملک سے تین چار سال پہلے کا واقعہ ہے۔ کنونشن میں

مختلف ممالک کے عالی مرتبت علماء جمع ہوئے۔ ہندوستان سے مولانا ابوالکلام آزادؒ مولانا محمد سلیمان ندویؒ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ حافظ محمد عبداللہ روپڑیؒ اور مولانا عبدالباری فرنگی محل لکھنؤ وغیرہم تشریف فرما تھے۔ ہر ملک سے ایک ایک عالم دین نے اپنے ملک کی نمائندگی کرنا تھی۔ ہندوستان کی طرف سے ان عظیم علمی شخصیات نے مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کو نامزد کیا کیونکہ وہ مختصر وقت میں مافی الضمیر خوبصورتی اور دلائل سے بیان کرنے میں قدرت کی طرف سے عطا کردہ وافر صلاحیتوں کے مالک تھے۔ حافظ صاحب نے بتایا کہ ہم دونوں بھائی میں اور حافظ عبدالقادر بڑے حافظ صاحب کے ہمراہ اس اجلاس میں شریک تھے۔ چنانچہ مولانا سلفیؒ نے موضوع کی مناسبت سے اور اعلیٰ پیمانہ کی اس علمی مجلس میں برصغیر کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا جس پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا اور ہر کتب فکر کی طرف سے خوب سراہا گیا۔

میری عمر کے احباب کو معلوم ہوگا کہ پاکستان بننے ہی غلہ منڈی جڑانوالہ کی مرکزی مسجد اہل حدیث کا تازہ کھڑا ہو گیا تھا بریلوی حضرات نے قبضہ کرنے کی کوشش کی اس بنیاد پر کہ ہماری اکثریت ہے جبکہ اہل حدیث قابض تھے اور حضرت مولانا محمد عبداللہ ثانی امرتسری جو جماعت کے اونچی سطح کے عالم دین اور شیریں بیان مقرر تھے خطیب تھے۔ جھگڑے کے طول پکڑنے پر انتظامیہ نے مسجد کی تالہ بندی کر دی۔ لیکن مسجد کے باہر اہل حدیث حضرات نماز پنجگانہ اور جمعہ بھی ادا کرتے رہے۔ جمعہ کے بعد احتجاجی جلسہ منعقد ہوتا جس میں تانڈیانوالہ سے مولانا محمد صدیقؒ مولانا ابراہیم خادم تشریف لاتے۔ فیصل آباد سے بھی شبان اہل حدیث ساتھیوں کی ہمراہی میں اس احتجاج میں جوش و جذبہ سے شرکت کرتے۔ ضلعی انتظامیہ پر دباؤ ڈالنے کے لیے امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث مولانا غزنوی نے فیصل آباد مرکزی جامع مسجد اہل

مولانا کی تحریر بھی اور تقریر بھی فصاحت و بلاغت کی بلندیوں کو چھوتی تھی۔ بہت سی چھوٹی بڑی تصانیف ان کے زور قلم اور خطابت و تقاریر ان کے زور بیان اور دلنشین و شیریں کلامی کی آئینہ دار ہیں۔

حدیث امین پور بازار میں فون پر مرکزی مجلس عالمہ کا اجلاس بلا لیا۔ اجلاس کا وقت جمعہ کے روز صبح 9 بجے تھا اور دھوبی گھاٹ میں مشترکہ جمعہ المبارک ادا کرنے اور نماز جمعہ کے بعد عصر تک احتجاجی جلسہ کا پروگرام ترتیب دیا گیا تھا۔ شہر اور ضلع بھر میں اعلانات کیے گئے اور روزنامہ اخبارات میں اشتہارات اور خبریں بھر پور انداز میں شائع کر دی گئیں جس وجہ سے شرکاء بھاری تعداد میں پنڈال میں جمع ہو گئے۔

جمعہ کے روز حسب پروگرام مجلس عالمہ کا اجلاس ہو رہا تھا کہ ڈپٹی کمشنر شفیع الاعظم جو ڈھاکہ مشرقی پاکستان سے تعلق رکھتا تھا جمعہ دیگر افسران کے اجلاس کے دوران مسجد میں آگئے اور ڈپٹی کمشنر نے بڑے احترام سے مولانا غزنوی سے بات کرتے ہوئے اپیل کی کہ آپ دھوبی گھاٹ میں صرف جمعہ ادا کر لیں اور بعدہ جلسہ کا اہتمام ملتوی کر دیں۔ چنانچہ خطبہ جمعہ کے لیے مولانا محمد اسماعیل کا اسم گرامی تجویز کیا گیا اور جلسہ منسوخ کر دیا گیا۔

مولانا سلفی علیہ الرحمہ نے خطبہ ارشاد فرمایا ”آدھ گھنٹہ کے خطبہ میں آپ نے مسجد جڑانوالہ کا پس منظر بیان فرمانے کے بعد ضلعی انتظامیہ کی قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے شدید مذمت کی اور خبردار کیا کہ اگر مسجد چوبیس گھنٹے کے اندر اندر واگزار نہ کی گئی تو ملک بھر میں احتجاجی ریلیاں چلیں اور جلوس ہوں گے۔ امن وامان کی ذمہ داری انتظامیہ پر ہوگی۔ مولانا کا انداز بیان باوجود مسئلہ کی نزاکت کے انتہائی شگفتہ اور متاثر کن تھا۔ ان کی خطابت کے ایک ایک جملہ سے حاضرین عیش عیش کر رہے تھے۔ بہر حال مسجد اٹھارہ گھنٹے کے بعد انتظامیہ نے واگزار کر دی پھر سالہا سال تک بریلوی طبقہ سے مقدمہ چلتے چلتے ہائی کورٹ / سپریم کورٹ سے اہل حدیث کے حق میں فیصلہ ہو گیا۔

مولانا علیہ الرحمہ نے دینی و ملی کئی ایک تحریکوں میں حصہ لیا اور اس راہ مشکل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اس سلسلہ میں ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت خاص طور پر قابل ذکر ہے جبکہ آپ کو تحریک کے دیگر رہنماؤں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مسٹر تاج الدین انصاریؒ صاحبزادہ فیض الحسنؒ مولانا مجاہد الحسنؒ مولانا غلام محمد

ترنمؒ مولانا ابوالحسنات قادری اور سورش کاشمیری سمیت سنٹرل جیل لاہور میں قید کر دیا گیا۔ مولانا مجاہد الحسنی بتاتے ہیں کہ ہم سب ہم کیس وارڈ میں تھے۔ یہ وارڈ ہم کیس کے نام سے لاہور سنٹرل جیل میں نیا وارڈ تھا جسے متحدہ پنجاب کے وزیر جیل خانہ جات بھیم سین نے تحریک آزادی ہند کے ہیرو بھگت سنگ (جڑانوالہ سے تھے) کی یاد میں تعمیر کروایا تھا جسے فرنگیوں کی اسبلی میں ہم پھینکنے کی پاداش میں پھانسی کی سزا دی گئی تھی۔ مولانا سلفی تحریک ختم نبوت کے دیگر رفقاء کے ہمراہ ایک سال سے زائد عرصہ تک جیل میں رہے۔ مولانا مجاہد الحسنی نے مزید بتایا کہ مولانا سلفی اکثر نمازوں کی امامت کراتے اور بعض اوقات درس قرآن بھی نماز فجر کے بعد ارشاد فرماتے۔ مولانا کی پرسوز قراءت قرآن مجید اور آیات کے تفسیری نکات سے تمام علماء خوب محظوظ ہوتے۔ مولانا کی شانستہ گفتگو اس میں برجل لطائف و ظرائف اور خوش طبعی و زندہ دلی روزمرہ کے معمولات تھے جن سے جیل کی تنہائیوں

امیر محترم کا امن فارمولا

از: محمد ابرار ظہیر (سیکرٹری اطلاعات پنجاب)

دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ میں اس وقت پاکستان بری طرح زخمی ہے۔ سات دنوں میں آٹھ بم دھماکے اور پھر دو دنوں کے وقفے سے ایک بار پھر صوبہ خیبر پٹی کے ضلع چارسدہ میں خودکش دھماکوں کی کوشش کی گئی۔ تین میں سے دو حملہ آور تو قابل فخر سکیورٹی ایجنسیوں کی محنت اور جدوجہد سے مار ڈالے گئے جبکہ ایک پھر بھی پھنسنے میں کامیاب ہو گیا۔ جس سے مزید سات افراد ضلعت شہادت پا گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

دشمن پاکستان کو چوکھی جنگ میں الجھا رہا ہے، کہیں سیاسی و مذہبی فرقہ واریت کے بیج بو کر اور کبھی خوف کی فضا قائم کر کے۔ کبھی اپنے کارندوں کے ذریعے سیاسی انتشار اور کبھی دنیا کے کسی بھی ملک میں ہونے والی کسی واردات میں سے پاکستان کا تعلق نکال لینے کی ٹیکنالوجی کے ذریعے۔ ان حالات میں عوام بے چارے شدید ڈپریشن کا شکار ہو رہے ہیں۔ بچوں کو سکول بھیج کر ہمہ وقت ان کی فکر اور خود کاروبار زندگی میں مگن ہونے کے لئے گھر سے نکلیں تو خود گھر والوں کی فکر میں اور گھر والے باہر گئے اپنے افراد خانہ کی فکر میں۔ دہشت گردی کے ناسور نے وطن عزیز کی جڑیں کھوکھلی کر دی ہیں۔ ادھر پاکستان اس وقت اپنی زندگی کے اہم ترین دور سے گزر رہا ہے۔ اگر یہ مشکل دور گزر لیا تو اللہ کی رحمت سے امیدیں ہیں کہ سی پیک پاکستان کی ترقی و کامرانی کا زینہ بن جائے گا۔ ہم سمجھتے ہیں موجودہ دہشت گردی کی لہر سے یہ شبہ مزید پختہ ہوا ہے کہ باوجود ضرب عضب کے ذریعے شاندار کامیابیوں کے ابھی دہشت گرد ختم نہیں ہوئے۔ انہوں نے گزشتہ ایک سال کی کسر چند دنوں میں نکال کر ایک واضح پیغام دے دیا ہے کہ ہمارے آقاؤں کے دل میں لگی آگ ابھی بجھتی نہیں ہوئی۔

ان حالات میں امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیئر پروفیسر ساجد میر نے 7 نکاتی امن فارمولہ پیش کیا ہے۔ انہوں نے اپنے امن فارمولہ میں کہا کہ

① ضرب عضب اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کے حوالے سے یہ دعویٰ بڑی حد تک بنیادی طور پر درست ہے کہ حکومت اور فوج ایک صفحہ پر ہیں۔ لیکن ان

دونوں کے اس سلسلہ میں باہمی رابطہ اور تعاون کو بڑھانے کی بڑی گنجائش اور ضرورت موجود ہے جسے پورا کرنا چاہیے۔

② دہشت گردی کے خلاف کام کرنے والے مختلف حکومتی اداروں میں کوآرڈینیشن اور باہمی تعاون اور معلومات کے تبادلے کا باقاعدہ اور مستقل انتظام ہونا چاہیے۔

③ ٹیکلا کویج معنوں میں فعال اور متحرک کرنے کی راہ میں حائل انتظامی و مالی رکاوٹیں اور مشکلات فوری طور پر دور کی جائیں۔

④ نیشنل ایکشن پلان کا زور اور رخ زیادہ تر دینی مدارس اور علماء پر رہا ہے اس رخ کو دہشت گردوں اور دہشت گردانہ کارروائیاں کرنے والوں کی طرف موڑا جائے۔

⑤ اٹلی جنس اداروں کی کارکردگی بہتر بنائی جائے اور باقاعدہ مانیٹر کیا جائے۔ اگر وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ فلاں شہر میں اتنے دہشت گرد داخل ہوئے ہیں تو ان کے بارے میں ایسی معلومات بھی دے سکتے ہیں جس سے ان کی نشاندہی ہو اور وہ گرفت میں لائے جاسکیں۔

⑥ تمام معروف و موثر سیاسی اور دینی جماعتوں کی آل پارٹیز کانفرنس فوری طور پر بلائی جائے اور تمام جماعتوں کو ایک ضابطہ اخلاق کا پابند کیا جائے۔ جس کے مطابق وہ خدا نخواستہ دہشت گردی کے کسی بڑے واقعہ کے بعد باپوسی پھیلانے والے بیانات اور حکومت یا اداروں کی ناکامی کا رونا رونے کی بجائے قوم کو حوصلہ دیں اور مثبت انداز میں حکومت اور اداروں کو دہشت گردی روکنے کے لیے مثبت انداز میں توجہ دلائیں۔

⑦ اسی طرح دہشت گردی کے حوالہ سے ایک قومی بیانیہ تمام اہم جماعتوں کے اتفاق رائے سے بنانا اور جاری کرنا بہت ضروری ہے۔ جس میں شرعی اخلاقی قانونی اور سماجی حوالوں سے دہشت گردی اور معصوم لوگوں کی جانوں سے کھیلنے والوں کو دلائل کے ساتھ اسلامی تعلیمات اور قومی مفادات کے منافی قرار دیا جائے اور اس کی میڈیا کے حکومتی اور پرائیویٹ وسائل و ذرائع سے کام لیتے ہوئے مکمل اور بڑے پیمانے پر تشہیر کی جائے اسی طرح منبر

و مخراب سے بھی اس کی آواز بلند ہو۔

ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت اور سکیورٹی کے ذمہ دار اداروں کو اس فارمولہ پر غور کرنا چاہیے، کیونکہ یہ ایک انتہائی محبت وطن راہنما اور حکومتی پارٹی کے ایک سینئر سیاستدان کی سوچ ہے جس کا ہمیشہ یہ دعویٰ رہا ہے کہ ہماری سیاسی جدوجہد کے دو ہی مقاصد ہیں: ایک ہمارا دین اسلام اور دوسرا ہمارا وطن پاکستان۔ اس وقت دشمن کی چال ہے کہ حکومت اور فوج میں کسی طرح دوریاں پیدا ہوں، گزشتہ چار سال سے دشمن اللہ کے فضل سے اس میں کامیاب نہیں ہوا۔ جنرل راجیل شریف ایک کامیاب ترین اور نیک نام ترین جرنیل کی حیثیت سے اپنا وقت گزار گئے۔ اس دور میں بھی حکومت اور فوج کے درمیان اختلافات کی خبریں روزانہ اڑا کرتی تھیں۔ اب بھی ایسی ہی صورتحال تخلیق کی جا رہی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس ملک کے بزم خود یا بزم خویش جتنے بھی ”دانشور“ ہیں وہ خدارا اپنے تبصروں کی پٹاریاں کھولتے وقت کبھی حقائق اور واقعات کو غمی مد نظر رکھ لیا کریں۔ وزیر اعظم میاں نواز شریف اور ان کی فیملی پر غداری یا بھارت دوستی کے الزامات کی حقیقت تو اسی وقت کھل گئی تھی جب گزشتہ سال اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان نے کشمیر کا مقدمہ لڑا تھا۔ لیکن اس کے باوجود بعض عناصر کو بہر حال اس الزام کے لگانے سے دلی سکون ملتا ہے۔

اسی طرح گزشتہ دنوں پاکستانی فوج کے قابل فخر آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ کی ایک تصویر کو بنیاد بنا کر جس انداز میں ان کی عزت رونے کی کوشش کی گئی وہ کوئی قابل تحسین عمل نہیں۔ ہم حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ سوشل میڈیا کی بے لگام آزادی کو کنٹرول کرنے کی سنجیدہ کوششیں کی جائیں۔ اس کے لئے جہاں اخبارات و ٹی وی چینلز کو ذریعہ بنایا جائے وہاں سکولز و کالجوں کے اساتذہ کو بھی بچوں کی اخلاقی تربیت کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ ہم علمائے کرام سے بھی متمسک ہیں کہ آپ کے جمعہ کے خطبات کو ثواب سمجھ کر اور پوری توجہ سے سنا جاتا ہے، ان خطبات میں بھی قوم کی اخلاقی اصلاح کی طرف توجہ دلوائیں۔ ورنہ دشمن تو یہی چاہتا ہے کہ ہم آپس میں سر پھنول کرتے رہیں اور وہ فائدہ اٹھاتا رہے۔

اخبار الجماعۃ

ضلع قصور کی کابینہ کا اجلاس

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع قصور کی نامزد کابینہ کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت حاجی عبدالرشید اصغر امیر ضلع منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن سے اجلاس کا آغاز ہوا۔ جو بونگہ بلوچاں میں منعقد ہوا تعارفی نشست کے بعد قاری محمد صدیق شاکر ناظم ضلع قصور نے آیہ ماہ کی کارکردگی سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ سابقہ کارروائی کے بعد ایجنڈا کی شق کے مطابق منظم انداز میں اور تبلیغی پروگراموں کے حوالے سے تحصیل امراء و ناظمین نے یقین دہانی کروائی کہ ہم ان شاء اللہ ضلعی نظم کی پاسداری کرتے ہوئے مرکز کے فیصلے کی تائید کرتے ہیں اور مرکز کے ساتھ اپنی وابستگی کو مضبوط بنائیں گے۔ تحصیل کے شورٹی اجلاس کی تاریخ مقرر کی گئی، ضلعی دفتر بنانے کی یقین دہانی کروائی گئی۔ اجلاس کے مہمان خصوصی میاں محمود عباس ناظم اعلیٰ پنجاب نے کہا کہ آپ سب قرآن و سنت کے حامل ہماری جماعت اشاعت دین کے لیے فی سبیل اللہ دن رات مصروف آپ بھی ضلعی قیادت کے ساتھ مل کر چلیں اور نظم کو مضبوط بنائیں۔ مرکز کے ساتھ اپنے روابط مزید بڑھائیں۔ عفت روزہ اہل حدیث کی خریداری پر ضلعی کابینہ کو پابند کیا گیا۔ امیر ضلع حاجی عبدالرشید اصغر نے کہا کہ جماعت کے تمام ارکان کو ساتھ لے کر چلوں گا اور پورے ضلع کو مشایط ضلع بنائیں گے بعد ازاں تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اجلاس میں تحصیل امراء سمیت میاں محمد داود ارشد سینئر نائب امیر، حکیم رضاء اللہ طالب اور ضلعی کابینہ کے تمام ارکان نے شمولیت کی دعا کے بعد اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

اسلام عدل و انصاف کا داعی ہے

مولانا عبدالغفور طاہر

لاہور: مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے نائب ناظم مولانا عبدالغفور طاہر نے ۲۴ فروری ۲۰۱۷ء کا خطبہ جمعہ المبارک مرکز امام بخاری اکبر شہید روڈ کوٹ لکھپت لاہور میں ارشاد فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام عدل و انصاف کا داعی ہے کہ جس معاشرے سے عدل و انصاف اٹھ جائے وہ قائم نہیں رہ سکتا آپ نے دہشت گردی کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گرد انسانیت کے دشمن ہیں۔ وطن عزیز کو دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے متحد ہونا ہوگا۔ پوری قوم آری کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔ آپ نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی قیادت پر اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کیا اور اس کی سیاسی اور جماعتی پالیسیوں کو سراہا۔ آخر میں دہشت گردی کے خلاف قرارداد مذمت بھی پاس ہوئی۔

صدر جمعیت اساتذہ کے مارچ میں پروگرام

یکم مارچ جامعہ دارالقرآن لاہور امن سیمینار ۳ مارچ..... خطبہ جمعہ جامع مسجد کی رائیونڈ بعد نماز عشاء درس قرآن گرین ٹاؤن لاہور ۴ مارچ..... جلسہ تقسیم انعامات مرکز علی المرتضیٰ کاموٹے ۵ مارچ..... بعد نماز فجر درس قرآن مسجد حسین بن علی قصور شہر بعد نماز عشاء تبلیغی جلسہ گہلن ہٹھاڑ ۱۰ مارچ..... خطبہ جمعہ شیخ ضلع قصور ۱۲ مارچ..... تنظیمی میٹنگ، ضلع قصور بعد نماز ظہر بعد نماز عشاء تبلیغی جلسہ چوگٹی امر سدا لاہور ۱۷ مارچ..... تبلیغی جلسہ کاہنہ لاہور اہل حدیث قصور شہر ۱۸ مارچ..... تبلیغی جلسہ کاہنہ لاہور ۱۹ مارچ..... تربیتی ورکشاپ ساہیوال ڈویژن بعد نماز مغرب درس قرآن بعد نماز عشاء تبلیغی پروگرام فیصل آباد شہر ۲۱ مارچ..... شان صحابہ سیدنا حجرہ شاہ تميم ضلع اوکاڑہ ۲۳ مارچ..... جلسہ عام صبح دس بجے مرید کے۔ سالانہ کانفرنس بعد نماز مغرب مرکز التوحید ڈی جی خان تعلیمی سیمینار ذریعہ غازی خاں ۲۴ مارچ..... خطبہ جمعہ دریا خان ضلع بھکر ۲۵ مارچ..... تربیتی ورکشاپ ذریعہ غازی ڈویژن ۲۶ مارچ..... تربیتی ورکشاپ ملتان ڈویژن ۳۱ مارچ..... خطبہ جمعہ بابر مسجد ساہیوال۔

منجانب: محمد طارق جاوید ناظم دفتر جمعیت اساتذہ پاکستان

جمعیت اساتذہ پاکستان کی اہم نامزد وگیاں

ڈاکٹر سعید احمد چنبوٹی (ڈپٹی چیئرمین مجلس شوریٰ)۔ ڈاکٹر محمد عباس طور (صدر فیصل آباد ڈویژن)۔ پروفیسر شتیق الرحمن عزیز (صدر جمعیت اساتذہ ضلع فیصل آباد)۔ حافظ محمد زکریا قصوری (صدر جمعیت اساتذہ شہر فیصل آباد)۔ ڈاکٹر عبدالرزاق (سیکرٹری جنرل جمعیت اساتذہ شہر فیصل آباد)۔

منجانب: محمد طارق جاوید ناظم دفتر جمعیت اساتذہ پاکستان

تبلیغی و اصلاحی پروگرام

جامعہ عثمانیہ اہل حدیث محلہ بہاولپورہ غربی حافظ آباد کے زیر اہتمام جامع مسجد اہل حدیث مدنی کوٹ نوال میں مورخہ 26 فروری کو بعد نماز مغرب تبلیغی پروگرام ہوا جس میں مولانا شبیر حسین عثمانی مہتمم جامعہ عثمانیہ نے خطاب کیا۔ الداعی: حافظ ریاض احمد خطیب جامع مسجد ہڈا نوال کوٹ

دہشت گردی پر قابو پانا حکومت کا فرض ہے

اس وقت ملک دشمن عناصر پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کے لیے ملک میں دہشت گردی کروا رہے ہیں۔ دہشت گردی کی تازہ لہر پر قابو پانا حکومت کی اولین ذمہ داری ہونی چاہیے۔ لیکن مسلم لیگ (ن) کی حکومت دیگر مسائل میں الجھی ہوئی ہے۔ ان خیالات کا اظہار مرکزی جمعیت اہل حدیث اسلام آباد کے امیر حافظ مقصود احمد نے ایک اجلاس میں ملکی موجودہ صورت حال پر گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کے اصل عناصر کوئی اور ہیں لیکن حکومت ان واقعات کو دینی مدارس کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کر رہی ہے۔ مساجد اور دینی مدارس چودہ سو سال سے دین کی خدمت کرتے چلے آ رہے ہیں، ان کا دہشت گردی سے نہ کوئی تعلق رہا ہے اور نہ ہے۔ ملک دشمن عناصر چاہتے ہیں کہ دہشت گردی کی آڑ میں مذہب اسلام، مسلمانوں اور مدارس کو بدنام کیا جائے۔ تمام محبت وطن قوتوں کو مل کر اس سازش کو ناکام بنانا ہوگا۔ حکومت کے لیے یہ بڑا امتحان ہے۔ اس موقع پر کہیں ایسا نہ ہو کہ حکومت کوئی ایسا اقدام کرے جس سے دینی جماعتوں کا اعتماد حکومت سے اٹھ جائے۔ انہوں نے دہشت گردی کے خلاف فوج کے کردار کو براہ راست ہوئے کہا کہ پاکستانی قوم کو چاہیے کہ وہ غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے فوج کے ساتھ کھڑی ہو، تاکہ دہشت گردی کو ختم کیا جاسکے۔ حکومت کو اس بات کا ادراک نہیں کہ ملک مشکل ترین حالات سے گزر رہا ہے۔ حکمرانوں کو چاہیے کہ اللہ کی طرف رجوع کریں اور اپنی تمام تر توجہ دینی اور سیاسی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے اور دہشت گردی کو ختم کرنے پر صرف کریں۔ اجلاس کے دیگر شرکاء میں چوہدری محمد یوسف سلفی، ڈاکٹر محمد انور، مولانا عبدالرؤف، حافظ عابد رشید، چوہدری محبوب احمد، حافظ محمد الیاس چوہدری اور ایم این اے سلفی شامل تھے۔

کتب کی تقسیم

مرکزی جمعیت اہل حدیث بہاولنگر کی طرف سے فری کتب کی تقسیم صرف ضلع بہاولنگر کی مساجد و مدارس اہل حدیث کے لیے جاری ہے۔ یہ پیشکش محدود مدت کے لیے ہے۔ رابطہ: پروفیسر عبدالرحمن شارق ناظم ضلع بہاولنگر

استاد گرامی مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی

تحریر: مؤرخ اسلام مولانا محمد اسحاق بھٹی

ناشر: سعید احمد بھٹی، محمد اسحاق بھٹی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

کتاب ملنے کا پتہ

محمد اسحاق بھٹی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

20/S/13 جناح سٹریٹ اسلامیہ کالونی ساندہ - لاہور 042-37143677 - 0301-4768918

مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 042-37244973

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

گولڈن

مکمل ایچ پی فار
خود تیار کردہ
دستیاب ہیں۔

نام ہی کافی ہے

ایم پی فائیر لائوڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

امپورنٹ U.P.S

دستیاب ہیں۔

ہمارے ہاں نئے ایچ پی فائیر لائوڈ پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، بائیک ہارٹسینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تلی بخش کیا جاتا ہے۔

0300-6430739
055-4213430

چوک نیاسیں نزد نشی کالج گوجرانوالہ

اجاب مطلع رہیں

○ تمام احباب جماعت خطباء اور ائمہ مساجد کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ایک شخص اپنے آپ کو نو مسلم ظاہر کر کے فراڈ کر رہا ہے۔ اس کے پاس دو شناختی کارڈ موجود ہیں پرانے شناختی کارڈ پر نندو جی ولد پیر و جی اور نئے شناختی کارڈ پر غلام رسول ولد پیر و جی لکھا ہوا ہے۔

موبائل نمبر 0300-9708275

شناختی کارڈ نمبر 31304-7125641-7

یہ شخص اپنے آپ کو یورپ والا کار بائی ظاہر کرتا ہے۔

منجانب: یحییٰ کریم شیخ، ناظم سٹی دہاڑی

ڈیرینٹ اہل حدیث کانفرنس جام پور

○ مرکزی جمعیت اہل حدیث دیوتھ فورس جام پور کے زیر اہتمام ۸ اپریل بروز ہفتہ جامعہ محمدیہ اہل حدیث جام پور میں زیر صدارت مولانا محمد یونس راہی ضلعی امیر و نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان، مہمان خصوصی قائد اہل حدیث ڈاکٹر حافظ عبدالکریم ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان ہوں گے۔ کانفرنس میں جید علماء کرام خطاب فرمائیں گے۔ اس موقع پر جامعہ ہذا کے فاضل طلبہ کی دستار بندی بھی ہو گی۔ (تفصیلی اشتہار کا انتظار فرمائیں)

منجانب: محمد اسماعیل ساجد ڈپٹی سیکرٹری جنرل پنجاب

دہشت گردوں کا کوئی مذہب نہیں

○ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نائب امیر حافظ عبدالعلیم یزدانی اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کے نائب صدر مولانا احسان العزیز چوہان، اہل حدیث یوتھ فورس پنجاب کے نائب ناظم تبلیغ مولانا نائب سرور ساقی، مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرہ کے امیر چوہدری اسلم جٹ، مولانا بدر نصیر سلفی، شیخ محمد عارف، ضلعی سیکرٹری شیخ شاہد اقبال نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ پاکستان اللہ کا خاص انعام ہے۔ اس لیے دشمن اپنے ناپاک منصوبوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا بلکہ سازشی عناصر خود اس خوبی کھیل میں پھنس گئے انہوں نے کہا کہ دہشت گردوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ حالیہ دہشت گردی کے ساتھ ساتھ خود کش حملوں کو حرام قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی جانب سے رونا فساد آپریشن وقت کی اہم ضرورت ہے۔ دہشت گرد پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان سازشیوں کو کسی طور پر بھی ملکی سالمیت سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ لہذا عسکرانوں کو چاہیے کہ ملک پاکستان میں فی الفور نفاذ اسلام کو نافذ کر دیں تاکہ پاکستان ایک خوشحال ملک بن جائے۔

منجانب: شاہد اقبال شیخ، جھنگ

میانوالی میں تبلیغی دورہ

○ مرکزی جمعیت اہل حدیث میانوالی کے زیر اہتمام 26 فروری بروز اتوار امیر ضلع مولانا شفیع اللہ سلفی صاحب کی قیادت میں ایک قافلہ نے تبلیغی اور دعوتی دورہ کیا جنہوں نے نماز ظہر جامع مسجد دوست محمد خان عیسیٰ خیل اور نماز عصر جامع مسجد عبدالرحمن بن عوف کمرشانی میں پڑھی نمازوں کے بعد مولانا جاوید صدیقی صاحب نے خطاب کیا اور نماز مغرب جامع مسجد نعمان بن المنذر کالاباغ میں اور نماز عشاء جامع مسجد محمدی اہل حدیث اسکندر آباد میں ادا کی دونوں نمازوں کے بعد قاری عنایت اللہ نے خطاب کیا۔ یہ دورہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا اور احباب نے اس پر مسرت کا اظہار کیا۔

منجانب: قاری عنایت اللہ ناظم تبلیغ میانوالی

سیرت النبی ﷺ کانفرنس

○ مؤرخہ 9 فروری بروز جمعرات مرکزی جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث ریلوے روڈ حویلی لکھنیاں میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں مولانا عمران شریف، مولانا عثمان الہی ظہیر اور مولانا اشرف شہزاد نے خطاب فرمایا۔ کانفرنس کی صدارت جناب ڈاکٹر اظہار حسن صاحب مقامی امیر نے فرمائی

10 مارچ

خطبہ جمعہ

یادگار اسلاف، استاد العلماء
فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا

فتی اللہ سلفی

مرکز
جامعہ عثمانیہ اہل تشدد
فیروز ٹووال

ASF انتظامیہ مرکز جامعہ عثمانیہ اہل تشدد فیروز ٹووال

علاج معالجہ

ملکی وغیر ملکی مریضوں کا ستر سالہ معالج، فاضل الطب و
الجراحت، رجسٹرڈ درجہ اول، سابقہ لیکچرار طبیہ کالج، ڈبل
ایوارڈ یافتہ گولڈ میڈلسٹ سے امراض مردانہ، زنانہ، بچگانہ
کے علاج بالتدبیر، بالغذ او بالذوال کیلئے رابطہ کریں۔

Www.hakeem karim bhatti.com
0345-7545119, 0301-5545119

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

غلام ربانی (مؤ)

ایمپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل
دراکٹی دستیاب ہے۔

فصل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ
محمد ذیشان ربانی
0343-6007696 055-4212804, 4226706-0300-6430029

انا للہ وانا الیہ راجعون!

حکیم عبدالرحمن نظامی کا انتقال پر ملال

○ گوجرانوالہ: حکیم عبدالرحمن نظامی افروری کو حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! جامعہ محمدیہ اہل حدیث گوجرانوالہ سے فارغ التحصیل تھے۔ انہوں نے طب کو ذریعہ معاش بنالیا تھا۔ ان کے مریض ملک کے دور دراز علاقوں سے ان کے پاس آیا کرتے تھے۔ آپ صوم و صلوة کے پابند، منسار اور مخلص انسان تھے۔ ان کی نماز جنازہ میں ہر مکتب فکر کے لوگ بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو اس صدمہ پر صبر جمیل کی توفیق دے۔ ادارہ مرحوم کی مغفرت کے لیے دعا گو اور پسماندگان کے غم میں شریک ہے۔ (ادارہ)

○ گذشتہ روز جامع مسجد تقویٰ اہل حدیث چک 136 دس آر کے سرپرست ہیڈ ماسٹر چوہدری بشیر احمد کے صاحبزادے چوہدری نیاز رسول ہیڈ ماسٹر اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی بناء پر اللہ کو پیارے ہو گئے۔ نماز جنازہ مولانا محمد یوسف جنت نے پڑھائی جس میں تمام مکاتب فکر کے افراد نے شرکت کی۔ مرکزی جمعیت و اہل حدیث یوتھ فورس کے کارکنان نے چوہدری صاحب سے اظہار تعزیت مرحوم کی مغفرت جملہ پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی۔

شریک غم: شفیق الرحمن بن حافظ عبدالرحمن جہانیاں

○ گذشتہ روز مسجد تقویٰ اہل حدیث 136 جہانیاں کے نائب امیر چوہدری علی احمد کے صاحبزادہ محمد سلیم خاں حقیقی سے چالے نماز جنازہ مولانا محمد یوسف نے پڑھائی۔ ہر مکتب فکر کے کثیر افراد نے شرکت کی مرحوم نے اپنے پیچھے تین بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑیں AYF کے کارکنان نے چوہدری صاحب اور ان کے جملہ پسماندگان سے اظہار تعزیت اور مرحوم کی بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

شفیق الرحمن جنرل سیکرٹری AYF، 136/10R جہانیاں

راشدی خاندان کو صدمہ

○ شیخ العرب و انجم حضرت علامہ بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ کی بیٹی اور امین شاہ راشدی کی والدہ محترمہ 25 فروری ہفتے کے دن انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ان کی نماز جنازہ مسجد الفردوس نیو سعید آباد سندھ میں ادا کی گئی۔ جنازہ میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔ بعد ازاں انہیں مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی خطائیں معاف فرما کر جنت الفردوس عطا فرمائے۔ ادارہ جملہ لواحقین کے غم میں شریک اور مرحومہ کی مغفرت تمامہ کے لیے دعا گو ہے۔ (ادارہ)

مسک اہل تشدد کے امتیازی مسائل پر مشتمل

سات اشتہارات کا مکمل سیٹ مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے مسک اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل فورکرنگین خوبصورت مدلل سات اشتہارات کا درج ذیل مکمل سیٹ مفت زیر تقسیم ہے:

- ✽ نماز میں پاؤں سے پاؤں ملانے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت!
- ✽ کیا اللہ کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر قادر ہے؟ ایک سوال کی دس شکلیں!
- ✽ سورہ فاتحہ خلف الامام!
- ✽ آئین بالجہر کا ثبوت!
- ✽ اثبات رفع الیدین!
- ✽ اہمیت نماز اور بے نماز کا انجام!
- ✽ نماز روزہ کے دائمی محمدی اوقات!

ملک بھر کی تمام مساجد اہل حدیث کے منتظمین حضرات مذکورہ بالا سیٹ بالکل مفت منگوائیں اور فریم کروا کر مساجد دینی اداروں میں آویزاں کریں۔ مسائل حقہ کی ترویج کا یہ موثر ترین ذریعہ ہے۔ رابطہ بذریعہ فون صبح 8 بجے سے 10 بجے تک۔
نوٹ: فریم کروا کر آویزاں کرنے کا وعدہ آنا ضروری ہے۔ ڈاک خرچ بھی ادارہ کی طرف سے برداشت کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

محمد حسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور، پنجاب، پاکستان **0333-8556473**

حویلی لکھنؤ میں سیرت ساقی کوثر علیہ السلام کا نفرنس

© ۷۷ فروری بروز جمعہ المبارک بعد نماز عشاء جامع مسجد طیبہ اہل حدیث والٹو میں عظیم الشان سیرت ساقی کوثر کا نفرنس منعقد ہوئی جس میں مولانا عبد اللہ مجاہد اور مولانا قاری محمد شریف ناظم تبلیغ حویلی لکھنؤ نے خطابات کیے۔ اس کا نفرنس کی صدارت مفتی احمد محمدی ناظم حویلی لکھنؤ نے فرمائی۔

مخانب: محمد عباس کھوکھر

ضرورت رشتہ

© بنی عمر 27 سال قدر 5 فٹ رنگ گورا سارٹ، تعلیم عالیہ وفاق المدارس ایم اے اسلامیات ایم اے عربی بی اے اے ٹی سی بی ایڈ دارالم سکول ٹیچر فیصل آباد کے لیے اہل حدیث فیملی سے رشتہ درکار ہے۔ بنی شری پردہ کرتی ہے صرف والدین و سرپرست رابطہ کریں۔ رابطہ:

عطاء اللہ ناٹھ، فیصل آباد: 0308-7045265

فوری رابطہ کریں

© قاری محبوب الرحمن صاحبہ و طیل ضلع گوجرانوالہ جہاں کہیں ہوں دفتر سے رابطہ کریں۔ (ادارہ)

پروپرائیٹرز ایم اے اکرام مغل (ماہر ٹیکنک)

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر
اینڈ سائونڈ سسٹم

0333-8294645

055-4237974

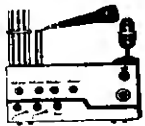
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارن، ہارن، یونٹ اور مرمت کا کام قلمی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier



بدھ پائیز محمد عثمان

Mob: 0321-7432246

Mob: 0334-7967107

Ph: 055-4230167

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیو ایمپلی فائر کی بہترین دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت کو ایفائیڈ ملکیت کے پاس تشریف لائیں۔

نیائیں چوک نزد دہلی کالج گوجرانوالہ

وقت کی پیکار

کاوش نگر:- جناب مولانا عبدالرحمن ماسم (میاں جنوں)

روایات شہادت پھر سے دہرانے کا وقت آیا ستم گر کو سبق پھر سے ہے سکھلانے کا وقت آیا

پڑے ہو لمبی تانے کیوں مسلمانو! تغافل میں اٹھو! اسلاف کے جذبول کو اپنانے کا وقت آیا



مقابل اہل ایساں کے کبھی کافر نہ ٹھہرے تھے اسی ایساں کی طاقت کو ہے منوانے کا وقت آیا

کہاں مومن کرے اسباب دنیا پر کبھی تنکیہ حقیقت پھر یہ دنیا کو ہے دکھلانے کا وقت آیا



کیا وعدہ اعانت کا ہے رب نے اہل ایساں سے بنیں مصداق ہم اس کے یہ جستلانے کا وقت آیا

یہ بنیے خوں کی ہولی کھیلتے کشمیر میں دیکھو ہتے اہل ایساں کو بچا لانے کا وقت آیا



بڑھو ہمت سے اور ظالم کے دستِ ظلم کو روکو کہ ہاپِ ظلم کے نابود ہو جانے کا وقت آیا

اگر اب بھی نہ جاگی غصیرت ایساں سمجھ لینا کہ ذلت کے گڑھوں میں پھر سے گر جانے کا وقت آیا



فلانی کی حیاتی سے ہے بہتر موت عزت کی سبق ٹیڈ کا اب پھر سے ہے دہرانے کا وقت آیا

ہماری مائیں، بہنیں بیٹیاں فسر یاد کرتی ہیں ستم گر کے ستم سے ان کو چھڑوانے کا وقت آیا



کہاں ہیں شعر ماسم کے طے دل کے پھمولے ہیں

جگر کے زخم مجبوراً ہے دکھلانے کا وقت آیا

Weekly AHL- E - HADITH

CPL No
116

106, Ravi Road Lahore (54000)

E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

WEBSITE: www.ahlehadith.org

Head Office:

Tell. 042-37729933

Fax: 042-37725525

Weekly Ahl-e-Hadith

042-37720257

Paigham T.V:

042-37722876

پروفیسر علامہ صاحب
سید احمد حسین

حافظ امریکی تہذیب و تمدن پاکستان

جہانگیر محمد احمد شاہ خانیہ پور

مرکز احادیث بائیں پاس روڈ خانیہ پور کے وسیع پستال میں

26 25 24

ہفتہ

۲۰۲۵-۲۰۲۶

ان شاء اللہ جسے عزت و شرف ہے

روزہ

۲۵

۴۹ سالہ

سید احمد حسین

علی محمد شاہ

فیصل فضل شاہ

عبدالکریم

عبداللہ

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی

عبدالرحمن

عبدالغنی